روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 14 جون 2010ء .... 1431 ہجری 14/احسان 1389ہش جلد 60-95 نمبر 126

پانچویں شرط بیعت

یہ کہ ہر حال رنج وراحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر یک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا۔ اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر **فتح یاب ہوں گا** مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہوسکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

............مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب وشتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔

(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 ص 23)

اپنی اولادوں کو آگ میں گرنے سے بچائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں، اپنی تنظیموں کے ساتھ اس طرح جوڑیں کہ دین ان کو ہمیشہ مقدم رہے اور اس بارے میں ماں باپ کو بھی جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ اگر ماں باپ کسی قسم کی کمزوری دکھائیں گے تو اپنے بچوں کی ہلاکت کا سامان کر رہے ہوں گے۔ خاص طور پر گھر کے جو نگران مرد ہیں یعنی ان کا سب سے زیادہ یہ فرض ہے اور ذمہ داری ہے کہ اپنی اولادوں کو اس آگ میں گرنے سے بچائیں جس آگ کے عذاب سے خدا تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے بڑوں کو بچایا ہے اور اپنے فضل سے زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2010ء۔ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2010ء)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2010ء)

رخصتیں اپنے رب کیلئے حاصل کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

”جو دوست گورنمنٹ یا کسی اور ادارہ کے ملازم ہیں ان کو سال میں کچھ عرصہ کی رخصتوں کا حق ہوتا ہے وہ اپنی یہ رخصتیں اپنے لئے یا اپنوں کے لئے لینے کی بجائے اپنے رب کے لئے حاصل کریں اور انہیں اس منصوبہ (وقف عارضی) کے ماتحت خرچ کریں۔“

دہشت گرد کے انکشافات

اسلام آباد (عمر چیمہ) لاہور میں حالیہ دہشت گردی کے دوران زندہ بچ جانے والے حملہ آور عبداللہ نے انکشاف کیا ہے کہ انہیں گمراہ کیا گیا تھا کہ قادیانی گستاخانہ خاکوں کے معاملے میں ملوث ہیں اور ان کا خون بہانا اسلام کے لئے بڑی خدمت ہے۔ کیس کی تفتیش میں شامل لاہور پولیس کے ایک عہدیدار نے ''دی نیوز'' کو بتایا کہ عبداللہ کو اس کے ماسٹر مائنڈز نے یہ ذہن نشین کروایا کہ خاکوں کے معاملے کے پیچھے قادیانی ملوث ہیں اور مثالی سزا کے مستحق ہیں اور اسے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ ''مشن'' پر بھیجا گیا تھا۔ اس سلسلے میں ردعمل معلوم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے کسی عہدیدار سے رابطہ نہیں ہوسکا تاہم ایک قادیانی شخص سے جب اس بارے میں بات ہوئی تو اس نے کہا کہ ہم حضرت محمد ﷺ پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ لہٰذا آپؐ کی شان میں گستاخی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے اور کسی بھی طرح خاکوں کی اشاعت میں ملوث نہیں ہوسکتے۔ ہم پر یہ الزام سراسر جھوٹ ہے۔ حملہ آور القاعدہ سے تعلق رکھنے والے عسکریت پسند گروپ کا رکن ہے۔ عبداللہ کو شمالی وزیرستان کے علاقے میرانشاہ میں تربیت دی گئی اور وہ وہیں کا رہائشی ہے۔ کراچی کے مدرسہ کا ایک ساتھی اسے تربیتی کیمپ لے کر گیا، اگرچہ عبداللہ کا بھائی وہاں پہلے ہی مقیم تھا۔ دہشت گردی کے دوران زندہ بچ جانے والا ایک اور حملہ آور معاذ ماڈل ٹاؤن میں قادیانی عبادت گاہ پر حملے میں شامل تھا۔ اس نے بھی میرانشاہ میں تربیت حاصل کی۔ تاہم اس کے پس منظر کے حوالے سے تفصیلات ابھی تک اکٹھی نہیں کی جاسکیں۔ کیونکہ وہ دہشت گردی کے دوران بری طرح زخمی ہوگیا تھا اور اس وقت زیرعلاج ہے۔

عبداللہ کا سماجی و معاشی پس منظر وہی ہے جو کہ اکثر خودکش بمباروں کا ہوتا ہے اور وہ بآسانی ''جہادیوں'' کا آسان ہدف بن جاتے ہیں تاہم اس معاملے میں کیمیکل انجینئر ابرار جیسی علیحدہ مثالیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں جو کہ میریٹ ہوٹل حملے کا ماسٹر مائنڈ تھا اور جی ایچ کیو پر حملے کے دوران مارا گیا۔ 20,15 سال قبل عبداللہ کے خاندان نے کراچی کے علاقے کوئٹہ ٹاؤن میں نقل مکانی کی تھی۔ اس کے خاندان کے 25 ارکان سخت حالات میں بڑی مشکل سے گزارہ کر رہے ہیں کیونکہ ان کی ماہانہ آمدنی 9 ہزار روپے سے زیادہ نہیں۔ عبداللہ کے 6 بھائی اور 3 بہنیں ہیں۔ عبداللہ کا باپ عطاء اللہ چاچڑ ذیابطیس اور تپ دق جیسی بیماریوں کا شکار ہے اور ایک فلاحی ادارے سے اسے 3 ہزار روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ حملہ آور نے تفتیش کاروں کو بتایا کہ عبداللہ کا بڑا بھائی کراچی کی ایک مسجد میں امام ہے اور 3 ہزار روپے ماہانہ کماتا ہے۔ امام کی اہلیہ بھی مسجد آنے والی لڑکیوں کو قرآن پاک پڑھا کر 3 ہزار روپے ماہانہ کماتی ہیں۔ عبداللہ مدرسے جاتا تھا اسے 200 روپے فی ہفتہ جیب خرچ ملتا تھا۔ وہ کبھی سکول نہیں گیا۔ لاہور پولیس کے ایک تفتیش کار کے مطابق تربیتی کیمپ میں جیب خرچ اور اچھی خوراک خودکش بمباروں کے لئے کشش کا ذریعہ بن جاتی ہے کیونکہ وہاں تربیت کے دوران انہیں مناسب خوراک اور اپنی فیملی سے ملنے کے لئے سفر کے لئے تگڑا سفری الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اگرچہ تفتیش کاروں کا کہنا ہے کہ ماضی میں بمبار زیادہ تر محسود قبیلے سے تعلق رکھنے والے پشتون تھے لیکن انسداد دہشت گردی کے ماہر کے مطابق تربیتی کیمپوں میں غیرپشتون بھی بھرتی کئے جاتے ہیں۔ بے نظیر بھٹو کیس میں جیل میں موجود اعتزاز شاہ غیرپشتون ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیشتر خودکش حملہ آور عزیزداری یا دوست کے ذریعے بھرتی ہوتے ہیں۔ قبل ازیں لاہور پولیس کے ترجمان نے میڈیا کو بتایا تھا کہ عبداللہ کا چھوٹا بھائی بدر منصور کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے لئے کام کرتا ہے اور بتایا تھا کہ عبداللہ کو دہشت گرد منیب نے تربیت دی اور بدر افغانستان میں جہاد کرچکا ہے اب پاکستان میں لوگوں کو تربیت دیتا ہے۔ وہ کالعدم حرکت المجاہدین کا اہم راہنما ہے جس کا تعلق القاعدہ سے ہے۔

(روزنامہ جنگ 5 جون 2010ء)

واقفین نو اوکاڑہ کا تفریحی دورہ

مکرم محمد سیف اللہ عمر صاحب سیکرٹری وقف نو اوکاڑہ شہر تحریر کرتے ہیں۔

وقف نو اوکاڑہ شہر کے زیراہتمام واقفین نو اوکاڑہ شہر کے مچلز فروٹ فیکٹری رینالہ خورد کے تفریحی اور معلوماتی دورہ پر رینالہ خورد گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ یہ پروگرام مورخہ 16 مئی 2010ء کو منعقد ہوا۔ جس میں 25 واقفین نو کے علاوہ 3 نائب سیکرٹریان وقف نو برائے حلقہ جات اوکاڑہ شہر اور دوسرے عہدیداران نے شرکت کی۔ فیکٹری کے وزٹ کے بعد اسی دن رینالہ خورد میں احمدی آئی سپیشلسٹ محترم کیپٹن ڈاکٹر رشیدالدین صاحب نے تمام واقفین نو بچوں کے آنکھوں کا معائنہ کیا اور بچوں پر تعلیم کی اہمیت عیاں کی۔ آخر پر محترم ڈاکٹر صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد واقفین نو کا یہ قافلہ اوکاڑہ واپس لوٹ آیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو اللہ تعالیٰ بہترین خادم دین بنائے۔ آمین

چشم تر ہے تو عارض بھی نمناک ہے

دل ہوا خوں مرا اور جگر چاک ہے
ضبط ناچار اور اشک بے باک ہے
آج ٹوٹا ہے مجھ پہ وہ کوہِ ستم
چشم، تر ہے تو عارض بھی نمناک ہے

یہ ستاروں کے دل کس نے چھلنی کئے
جو لہو رنگ ہیں اتنے سارے دیئے
کہکشاؤں کے جُھرمٹ دھؤاں اوڑھ کر
ملگجے اور دھندلے ہوئے کس لئے

سب کے رُخ پر شہادت کی رعنائی ہے
باپ ہے کوئی میرا کوئی بھائی ہے
دیکھ! نو خیز معصوم بیٹے میرے
جن کے چہروں پہ زخموں کی گہرائی ہے

کتنی مقبول ان کی عبادت ہوئی
سجدہ گاہوں میں ان کی شہادت ہوئی
میرے پیاروں کا بے شک لہو تو بہا
پیکرِ عزم نو احمدیت ہوئی

کرب وہ ہے کہ سارا جہاں رو پڑا
یہ زمیں تو زمیں آسماں رو پڑا
جس کی فطرت میں رکنا ہی لکھا نہیں
چلتے چلتے مرا کارواں رو پڑا

میرے آقا کا لیکن یہ فرمان ہے
صبر کیجئے کہ یہ اپنی پہچان ہے
اس نے فرمایا ہے سب دعائیں کرو
اس کی طاعت ہی دراصل ایمان ہے

مبارک احمد عابد

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

تقریر جلسہ سالانہ امریکہ

خلافت راہ نجات ہے

مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر

6/اپریل 2007ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو نصائح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

''افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے یا جس طرف ہمیں خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے۔''

(الفضل 22 مئی 2007ء)

حضور انور کا یہ پیغام۔ یہ نصیحت اور آپ کی یہ خواہش اور دلی تمنا ہی ہماری کامیابیوں کا راز اور تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔

قبل اس کے کہ میں اس بات کو مزید آگے بڑھاؤں ایک اور بہت اہم بات آپ کی خدمت میں رکھنی چاہتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا ایک دوست نے مجھے ای میل بھجوئی۔ اس ای میل میں ایک تصویر دکھائی گئی جو کہ ایک ریلی کی تھی اور کچھ لوگ پوسٹر اٹھائے جس پر لکھا ہوا تھا

خلافت راہ نجات ہے

اس بات میں کہ ''خلافت راہ نجات ہے'' مجھے۔ آپ کو بلکہ ہم سب کو ذرہ بھر بھی شک نہیں کیوں کہ ہم سب جماعت احمدیہ عالمگیر کے افراد تمام مرد و زن بچے بوڑھے اس بات کے نہ صرف گواہ ہیں بلکہ ہم سب اپنی زندگیوں کے لمحات میں اس بات کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ خلافت احمدیہ کو آسمانی تائید حاصل ہے اور خلیفہ وقت کی باتوں پر عمل کر کے ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی کی طرف بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

لیکن صرف پوسٹر اٹھانے سے، ریلیاں نکالنے سے، خلافت کے حق میں نعرے لگانے سے، جیسا کہ قریباً دو سال قبل انڈونیشیا میں ایک لاکھ افراد کے اجتماع میں، مقررین نے خلافت کے حق میں تقریریں کیں، خلافت کے حق میں نعرے لگائے، خلافت قائم نہ ہوگی۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول مقرر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ خلافت نبوت کے بعد آتی ہے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ہر نبوت کے بعد خلافت ضرور قائم ہوتی ہے۔

پس اے جماعت مومنین! آپ وہ خوش بخت ہیں، آپ وہ اعمال صالحہ بجا لانے والی جماعت ہیں جسے آج خدا تعالیٰ نے خلافت کے تاج سے سرفراز فرمایا ہے یہ بات بالکل سچ اور صحیح ہے کہ خلافت راہ نجات ہے، خلافت ہی سارے دکھوں کا علاج اور مداویٰ ہے اور صرف اور صرف خلافت ہی اتحاد و مرکزیت قائم کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا تھا کہ

''خلافت اور جماعت ایک وجود کے دو نام ہیں اور آپس میں لازم و ملزوم ہیں''

مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ اپنی کتاب خلافت احمدیہ میں رقمطراز ہیں:

''کینیڈا کی ایک مشہور یونیورسٹی میں تقابل ادیان کے Professor Gualtieri کئی برسوں تک احمدیت کا مطالعہ کرنے اور احمدیوں کے ساتھ وقت گزارنے کے نتیجہ میں اپنی کتاب Conscience and Coercion میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مغرب میں پائے جانے والے غیر مذہبی شعور کے لئے جماعت کے خلیفہ کی احمدیوں کے سماجی شعور میں مرکزی حیثیت کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے اسی تسلسل میں وہ لکھتے ہیں۔ (انگریزی عبارت کا ترجمہ پیش خدمت ہے)

''یعنی احمدیوں پر توجہ مرکوز کی جائے تو بہت جلد یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جماعت خلیفہ کے بغیر اور خلیفہ جماعت کے بغیر تصور میں نہیں آ سکتے دونوں کا تعلق وادی اور پربت کا ہے ایک کا وجود دوسرے پر دلالت کرتا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ خلیفہ Object of Love and Devotion یعنی محبت اور عقیدت کا مرکز ہے۔ ....

مزید لکھتے ہیں: جب میں ان کے جوش اور جذبہ کی وجہ پوچھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ ان کے درمیان زندہ خلیفہ کا وجود ہے وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر خدا سے ہدایت یافتہ خلیفہ کا وجود نہ ہوتا تو اس سطح پر للہی جوش و خروش جاری نہیں رہ سکتا تھا''۔

(صفحہ 151-152)

اس ضمن میں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ نے کہیں بھی اور کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ لوگ خلیفہ خود بنائیں گے۔ لوگوں کے اندر اتنی طاقت اور استعداد ہی نہیں کہ وہ خلافت کو قائم کر سکیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وہ ضرور ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔

(سورۃ النور 56)

یعنی اللہ تعالیٰ خود خلیفہ بناتا ہے۔ خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے، انسانوں کا نہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اتنی مرتبہ خلافت کی تحریکیں اٹھیں اور خلافت کے حق میں بڑے بڑے شہزادوں، بادشاہوں، صدران مملکت اور حکومتوں کے سربراہان نے تقاریر کیں اور خلافت کی تمنا اور خواہش کا اظہار کیا تو کیوں آج تک یہ سب تحریکیں ناکام ہوئیں؟ ہمارے بھائی اس بات کو کیوں نہیں سوچتے۔ اس پر ذرا توجہ فرما کر تو دیکھیں تو انہیں خود بخود جواب مل جائے گا کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے۔''

خلافت کے لئے کاسۂ گدائی

تحریک خلافت کے زمانے میں اس بات پر سوچ و بچار ہو رہا تھا کہ برطانیہ کے سامنے خلافت کو برقرار رکھنے کی اپیل کرنے کے لئے ایک وفد انگلستان بھیجا جائے۔ علامہ اقبال اس کے حق میں نہ تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے 27 ستمبر 1919ء کو سید سلیمان ندوی کو مندرجہ ذیل اشعار ''معارف'' میں اشاعت کے لئے بھیجے۔

بہت آزمایا ہے غیروں کو تُو نے
مگر آج ہے وقتِ خوش آزمائی
نہیں تُجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تُو گدائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وُہ پادشاہی

لیکن وفد یکم جنوری 1920ء کو مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں انگلستان کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ساڑھے سات سال بعد 12/اگست 1927ء کو مولانا محمد علی نے خود اعتراف کیا کہ خلافت کے لئے مسلمانان ہند نے یورپ کو ایک وفد بھیجا جس کا سرکردہ میں تھا تو ڈاکٹر صاحب کو اس قدر غیرت آئی (اور میں اس غیرت کو بجا سمجھتا تھا) کہ انہوں نے ''دریوزہ خلافت'' کے نام کا قطعہ لکھا۔

''دریوزہ گران خلافت'' خالی کاسۂ گدائی لے کر یورپ سے لوٹے۔

(ابوسلیمان شاہجہانپوری ''پانچ مقالے'')

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب لکھتے ہیں:

جس دن سیدنا حضرت مصلح موعود کی رحلت پر خلافت ثالثہ کا انتخاب ہونا تھا لاہور کے ایک صحافی اس ارادے سے ربوہ پہنچے کہ جماعت میں انتخاب خلافت کے موقعہ پر حاضر ہو کر مشاہدہ کریں۔ جب انہیں کوئی جھگڑے ہنگامے کی صورت بالکل نظر نہ آئی تو کھسیانے سے ہو گئے اور یہ سوال اٹھایا کہ الیکشن میں خلافت کے کون کون سے امیدوار ہیں، متعدد افراد سے یہ سوال پوچھتے رہے اور ہر ایک نے جواب دیا کہ خلافت کے انتخاب میں کوئی شخص بھی بطور امیدوار نہیں ہوا کرتا

لیکن اس صحافی کی اس جواب سے تسلی نہیں ہو رہی تھی کیوں کہ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ جماعت کے افراد جان بوجھ کر اصل امیدواران خلافت کو چھپا رہے ہیں اس لئے اس نے بڑی سوچ بچار کے بعد ایک معمر دیہاتی وضع قطع والے بزرگ سے یہ توقع رکھتے ہوئے کہ وہ دیہاتی بزرگ اپنی سادگی میں اصل حقیقت بتا دیں گے جا کر ان سے علیک سلیک کے بعد پوچھا کہ کیا آپ بھی انتخاب میں حصہ لیں گے اور کیا آپ کا ووٹ بھی ہے اس صحافی کے بقول اس بزرگ نے ہاں میں جواب دیا تو صحافی کو دلی خوشی ہوئی کہ اب میرا مقصد ضرور پورا ہو جائے گا چنانچہ صحافی نے پوچھا کہ

بزرگو! خلیفہ بننے کے لئے کتنے اور کونسے امیدوار ہیں؟ اس سوال پر بقول صحافی اس بزرگ نے بڑے جلال اور طیش کے لہجے میں کہا کہ:

''تم کون ہو جو امیدواروں کے نام پوچھتے ہو اور تمہیں جماعت کے انتخابی طریقہ کار کا کیوں علم نہیں......اس کے بعد اس بزرگ نے فرمایا

ہم کون ہوتے ہیں خلیفہ بنانے والے۔ خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے اور خدا نے آسمان پر خلافت اپنے پیارے کو عطا کر دی ہوئی ہے ہم نے تو انتخاب کے وقت اس خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کی تائید میں ہاتھ اٹھانے ہیں یہ ہمارے لئے ایک اعزاز ہے کہ خدا کے بنائے ہوئے پر ہم بھی آمین کہیں۔ ورنہ ہم کون ہوتے ہیں کہ کسی کو خلیفہ بنائیں۔ بنانے والا وہ خدائے قادر رحیم ہے اور ہمیں صرف اس کی تائید میں ہاتھ کھڑے کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے''۔

صحافی صاحب کو اس کے بعد سمجھ اور عقل آئی کہ یہ دنیاداری کا نظام نہیں اور نہ دنیاوی انداز سے انتخاب ہوتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر ستمبر و اکتوبر 2008ء ص 68-69)

یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے اس سادہ لوح معمر بزرگ دیہاتی کو یہ شعور عطا ہو گیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور ان کا یہ جواب کہ خدا نے آسمان پر خلافت اپنے پیارے کو عطا کر دی ہوئی ہے ہم نے تو انتخاب کے وقت اس خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کی تائید میں ہاتھ اٹھانے ہیں۔ مشعل راہ ہے۔ کاش لوگ سمجھیں۔

خلافت کے ذریعہ کامیابی

اب میں آپ کے سامنے تاریخ احمدیت سے جو کہ خلافت کے ساتھ محبت، اطاعت اور وفا کے جذبوں سے بھری پڑی ہے سے چند واقعات بیان کرتا ہوں کہ جن کو پڑھ کر اور سن کر روح وجد میں آ جاتی ہے اور ہمیں بھی اطاعت خلافت کا سبق سکھاتے ہیں کہ کس طرح بچوں نے، عورتوں نے، بڑوں نے اور چھوٹوں نے اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق خلیفہ وقت کے ساتھ محبت اور اطاعت اور کامل فرمانبرداری کا جذبہ سکھایا اور دکھایا۔

اس ضمن میں میں سب سے پہلے حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی مثال پیش کرتا ہوں جنہیں خدا تعالیٰ نے دنیاوی لحاظ سے بہت بڑے اعزازات سے نوازا تھا۔ ...... پاکستان کے وزیر خارجہ کے عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد 1954ء سے 1961ء تک بطور جج اور نائب صدر عالمی عدالت انصاف (انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس) میں خدمات کی توفیق ملی۔ اس کے بعد حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ کے دفاتر واقع نیو یارک میں آپ کو اپنا سفیر اور مستقل مندوب (نمائندہ) مقرر کیا جہاں 1964ء تک آپ نے اس حیثیت سے فرائض ادا کئے۔ اس دوران جنرل اسمبلی (اقوام متحدہ) کے اجلاس منعقدہ 1962ء تا 1963ء کی صدارت کے اعزازات بھی آپ کے حصہ میں آئے۔

فروری 1970ء میں ہالینڈ کے شہر ہیگ میں واقع بین الاقوامی عدالت انصاف یعنی انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کا آپ کو صدر یعنی چیف جسٹس مقرر کیا گیا۔

آپ سے ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ چوہدری صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ساری زندگی بڑے بڑے اعزازات اور کامیابیوں سے بھری ہوئی ہے اس کا سبب کیا ہے؟

چوہدری صاحب نے بلا تذبذب اور بغیر کسی تامل کے فوراً جواب دیا

"Because Through All my life I was Obedient to Khilafat"

(نیوز لیٹر خلافت جوبلی نومبر 2007ء ص 4 یو ایس اے)

یعنی میں تمام زندگی خلافت کا مکمل مطیع اور فرمانبردار رہا ہوں۔ پس یہی کامیابی کا راز ہے یہی بامراد ہونے اور مقصود پانے کا بھید ہے کاش ہر ایک اس راز اور بھید کو سمجھ لے۔

خلافت کے مقام کی اہمیت

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"۔

(الفضل 31 جنوری 1936ء)

نظام خلافت سے وابستگی ہم سے کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا تقاضا کرتی ہے اس ضمن میں حضرت مصلح موعود کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں:۔

"جب تک تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔"

جماعتی عہدیداران کے کندھوں پر عام افراد جماعت کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے، عہدیداران کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ میں جماعت کو یہ نصیحت فرمائی:۔

"جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے، ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔ اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفہ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے"۔

(روزنامہ الفضل 20 جنوری 2004ء)

خلفاء کی کامل اطاعت

میں اس جگہ حضرت مصلح موعود کی تفسیر کبیر سے ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں جو کہ آیت استخلاف کی تشریح میں آپ نے فرمایا ہے:

"پھر خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ (۔) کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ .... یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ .... یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی پس .... فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہو گی کہ اشاعت و تمکین دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے"۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر 6 ص 367)

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی جب تک ان میں مرکزیت اور اجتماعیت نہ ہو اور ایک واجب الاطاعت امام نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ جہاں اس نے جماعت احمدیہ کو اس لحاظ سے خوش نصیب بنایا کہ واجب الاطاعت امام عطا فرمایا وہاں جماعت کے افراد کو بھی وہ شعور بخشا جس کے نتیجے میں وہ کسی بھی چیز کی پرواہ کئے بغیر پروانوں کی طرح احکام خلافت پر نچھاور ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور اس رستہ میں آنے والی تمام تکالیف کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے عہد بیعت کو پوری طرح نبھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آیئے چند مثالیں اس ضمن میں بیان کرتا ہوں۔

بیت الفضل لندن میں جہاں آج ہمارے پیارے امام سیدنا مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس فروکش ہیں اور دن رات اشاعت دین کی مہمات میں مصروف ہیں اس بیت بنانے کا سوال تھا اس وقت حضرت مصلح موعود نے 7 جنوری 1920ء کو بعد نماز عصر ایک تقریر فرمائی جو کہ انوار العلوم جلد نمبر 5 میں "قیام توحید کے لئے غیرت" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ جس میں حضور نے احباب جماعت کو لندن میں بیت الذکر بنانے کی پرزور تحریک فرمائی اس میں حضور نے ایک بچے کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"یہاں تو بچوں میں اتنا جوش ہے جس کی حد نہیں۔ ایک بچہ نے جو کسی امیر کا لڑکا نہیں بلکہ ہاتھ سے محنت والے مزدور کا لڑکا ہے۔ اس نے ساڑھے تیرہ روپے مجھے دیئے اور بتایا کہ میرے والد جو پیسے مجھے خرچ کے لئے دیتے رہے ہیں وہ میں جمع کرتا رہا ہوں جس کی مجموعی رقم یہ ہے جو میں (۔) کے لئے دیتا ہوں۔ خدا جانے اس کے دل میں کیا کیا جوش ہوں گے اور اس روپیہ سے کیا کیا کام لینے چاہتا ہو گا لیکن اس نے اپنے اس مقصد پر جو تین چار سال سے اس کے ذہن میں تھا اور جس کے لئے وہ پیسہ پیسہ جمع کر رہا تھا چھری پھیر دی یہ ایک اعلیٰ درجہ کے جوش اور ہمت کی بات ہے"۔ (انوار العلوم جلد نمبر 5 ص 20)

یہ کیسا شاندار ایک بچے کی اطاعت کا نمونہ ہے جو خلیفۃ المسیح کی آواز پر ہوا ہے۔ یہ بچہ جس نے اطاعت و وفا اور محبت کا ایسا نمونہ دکھایا بامراد ہو گیا۔ میں جب حضور حضرت مصلح موعود کی یہ تقریر پڑھ رہا تھا اور اس واقعہ کو جو اوپر لکھا گیا ہے، مزید کچھ آگے پڑھا تو حضور نے اسی بیت الفضل کے ضمن میں کچھ مزید مثالیں اطاعت و وفا کے نمونے کی بیان فرمائی ہیں وہ بھی درج کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"جب میں مضمون لکھنے لگا اور اس میں تیس ہزار چندہ لکھا گیا تو میں نے چاہا کہ اپنی جماعت کے امراء کو توجہ دلاؤں۔ چنانچہ میں نے اس میں لکھا کہ غیر احمدی امراء مساجد کی تعمیر پر بڑی بڑی رقوم خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا آپ اتنا چندہ نہ کریں گے بلکہ آپ ان سے بڑھ کر چندہ دیں گے۔ مگر ایک خدائی تصرف نے مجھ سے یہ فقرہ بھی لکھوا دیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے غرباء احمدی بھائی آپ کو اس امر میں بھی شکست دینے کی کوشش کریں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہی کو یہ منظور ہے کہ اس تحریک میں زیادہ غرباء حصہ لیں اور قادیان کے غرباء نے جو نمونہ دکھلایا وہ بہت اعلیٰ ہے کیوں کہ یہاں غرباء نسبتاً زیادہ ہیں ان کی آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں پھر بھی باوجود اس کے انہوں نے چندے سے زیادہ دیئے ہیں ان کی عورتوں اور ان کے بچوں نے زور سے چندہ دیا ہے میں نے جب یہ نظارہ دیکھا کہ عورتیں اپنے زیور اتار کر دے رہی ہیں اور بچے پیسہ دو پیسہ یا اس سے بڑی رقم لے کر دوڑے چلے آرہے ہیں اور اسی طرح مردوں کا حال ہے تو اس بات کا خیال کرتے ہوئے ایک خاص بات میرے دل میں آئی اور معاً ایک نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ خدا کے فضل سے مجھے اس قسم کی طبیعت ملی ہے کہ میں اپنے جذبات کو روک سکتا ہوں مگر اس بات کو دیکھ کر میں بے بس ہو گیا۔ اس خوشی کے موقع پر مجھے حضرت عائشہؓ کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ میدے کی روٹی حضرت عائشہؓ کے سامنے آئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جب پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے وقت میں جَو کی روٹی کھاتے تھے اور چکیاں اور چھنیاں اس وقت نہ تھیں جَو کی روٹی بے چھنے آٹے کی ہم پکا کر آپ کے سامنے رکھ دیتے اور آپ کھا لیتے اب اس میدہ کی روٹی دیکھ کر اور اس حالت کو یاد کر کے یہ میرے گلے میں پھنستی ہے۔ مجھے بھی یہ نظارہ دیکھ کر ایک بڑا نظارہ یاد آ گیا۔ وہ وقت جب منارہ کے بنانے کا سوال درپیش تھا۔ اس پر میری نظر آج سے بیس سال پیچھے جا پڑی۔ چھوٹی (۔) جس میں اس وقت چند آدمی بیٹھ سکتے تھے وہاں حضرت صاحب بیٹھے تھے، منارہ کے بنانے کی تجویز درپیش تھی اور دس ہزار کا حضرت صاحب نے تخمینہ لگایا تھا تا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے جو پیشگوئی کی تھی وہ اپنے ظاہری لفظوں کے لحاظ سے بھی پوری کر دی جائے۔ اب سوال یہ تھا کہ دس ہزار روپیہ کہاں سے آئے کیوں کہ اس وقت جماعت کی حالت زیادہ کمزور تھی اس کے لئے دس ہزار کو سو سو روپیہ کے حصوں پر تقسیم کیا گیا اور اس فہرست کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے لوگوں پر بھی سو روپیہ لگایا گیا جن کی حیثیت سو روپیہ ادا کرنے کی نہ تھی اور اس وقت گویا دس ہزار روپیہ کا جمع کرنا ایک امر محال تھا اسی وقت بعض لوگوں نے اپنی حالت اور حیثیت سے بڑھ کر چندہ دیا چنانچہ منشی شادی خانصاحب پر بھی سو روپیہ غالباً لگا تھا انہوں نے اپنے تمام گھر کا سامان بیچ کر تین سو روپیہ پیش کر دیا اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ شادی خان صاحب سیالکوٹی نے .... سوائے خدا کے اپنے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا۔ جب میاں شادی خان نے یہ سنا تو گھر میں جو چارپائیاں موجود تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت صاحب کے حضور پیش کر دی۔"

(انوار العلوم جلد 5 ص 22-21)

سبحان اللہ ان لوگوں میں کیا ایمان تھا۔ کیا وفاداری اور اطاعت تھی کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مامور زمانہ کے اشارہ پر اور خواہش پر سب کچھ قربان کر دیا۔ خدا کے حضور ان کے لئے یقیناً بہت بڑے بڑے درجات ہیں۔

بیعت بِک جانے کا نام ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

"اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بِک جانے کا نام ہے ایک دفعہ حضرت نے

(حضرت مسیح موعود) مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا، پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔''

(الفضل ربوہ 24 راگست 1994ء)

حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین نے اپنے عملی نمونہ سے ثابت کر دکھایا کہ واقعی بیعت بِک جانے کا نام ہے اور اس میں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے یہی پیغام ہے کہ جب تک ہر احمدی اپنی حریت اپنی آزادی۔ اپنی بلند پروازیوں اور اپنی خواہشات کو امام کے تابع نہیں کر دیتا وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

رخ پلٹ گیا

احمدی مستورات کی اپنے امام کے ساتھ کامل وابستگی اور اطاعت کا یہ واقعہ درج کرتا ہوں کہ جب پنجاب میں ہنگامے ہو رہے تھے اس وقت بعض احمدی خواتین نے قابل رشک نمونہ اپنے امام سے اطاعت کا دکھایا تاریخ احمدیت اسے فراموش نہ کر سکے گی لکھا ہے۔

''دو جگہوں پر احمدی مستورات اکیلی تھیں کہ بہت بڑا ہجوم حملہ آور ہوا اور قتل و غارت کی دھمکی دی مگر اندر سے صرف ایک ہی آواز آئی اور وہ یہ کہ ہم اپنے آقا کے حکم کے ماتحت گھر میں رہیں گے۔ احمدیت کو نہیں چھوڑیں گے۔ خواہ ہمیں قتل کر دیا جائے ہمارا سامان لوٹ لیا جائے۔ اس آواز میں کچھ ایسا اثر تھا کہ ہجوم کا رخ پلٹ گیا اور شر پسند لوگ واپس چلے گئے۔''

اطاعت امام کا یہ ایسا نظارہ تھا کہ جن کو دیکھ کر جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف مولوی ظفر علی خان کو بھی کہنا پڑا مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارے پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی''۔

(الفضل 24 راگست 1994ء)

اطاعت خلیفہ کے کچھ اور نمونے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

''جب (۔) کوپن ہیگن کی تحریک ہو رہی تھی اور عورتیں جس طرح والہانہ طور پر سب کچھ حاضر کر رہی تھیں تو اتفاق سے ایک غیر احمدی عورت بھی وہاں بیٹھی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی اس نے یہ تبصرہ کیا کہ ہم نے دیوانہ وار لوگوں کو پیسے لیتے دیکھا ہے لیکن دیوانہ وار لوگوں کو پیسے دیتے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ آج احمدی عورتوں نے ہمیں بتایا ہے کہ پیسے لیتے ہوئے جوش نہیں ہوا کرتا۔ اصل جوش وہ ہے جو پیسے دیتے وقت دکھایا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ وہ زندگی کی علامت ہے جس نے احمدی خواتین کو سب دنیا میں ممتاز کر دیا ہے۔''

(محسنات از لجنہ اماء اللہ کراچی ص 213-212)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

''یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے جب میں نے ان کا سختی سے نوٹس لیا کہ آپ کو یہ کاروبار چھوڑنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنہوں نے اس کاروبار کو ترک کر دیا۔ بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کئے اور بعض کو ابتلاء میں بھی ڈالا وہ لمبے عرصہ تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے اس فیصلے پر قائم رہے۔''

(الفضل 17 جنوری 1989ء)

قادیان کی مستورات کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک غریب عورت کی قربانی اور اطاعت کی ایک عجیب اور روح پرور مثال بیان فرمائی اور یہ وہ وقت تھا جب جماعت مالی لحاظ سے بہت کمزور تھی لیکن ایمان کی دولت سے مالا مال اس غریب خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی حکم پر جس طرح لبیک کی ذرا سنئے!

حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں:۔

''ایک اور پٹھان عورت جو نہایت ضعیف ہے اور چلتے وقت بالکل پاس پاس قدم رکھ کر چلتی ہے میرے پاس آئی اور اس نے دو روپے میرے ہاتھ پر رکھ دیئے .... اس کی زبان پشتو ہے اور وہ اردو کے چند الفاظ ہی بول سکتی ہے اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں اپنے ایک ایک کپڑے کو ہاتھ لگا کر کہنا شروع کیا یہ دوپٹہ دفتر کا ہے۔ یہ پاجامہ دفتر کا ہے یہ جوتی دفتر کا ہے۔ میرا قرآن بھی دفتر کا ہے یعنی میرے پاس کچھ نہیں۔ میری ہر ایک چیز بیت المال سے مجھے ملی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ ایک طرف تو میرے دل پر نشتر کا کام کر رہا تھا دوسری طرف میرا دل اس محسن کے احسان کو یاد کر کے جس نے ایک مردہ قوم میں سے ایسی زندہ اور سرسبز روحیں پیدا کر دیں شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہو رہا تھا۔''

(سوانح فضل عمر جلد دوم ص 349)

اللہ کی خاطر صبر کیا

صرف مالی قربانی کی ہی بات نہیں خلیفہ وقت کی اطاعت میں خواتین نے اپنے جذبات اور اپنی جوانی کی بھی قربانی پیش کی۔ اس کی صرف ایک مثال آپ کی خدمت میں پیش ہے حضرت مولوی رحمت علی خان صاحب کو جب انڈونیشیا حضرت مصلح موعود نے بھجوایا وہ زمانہ مالی لحاظ سے جماعت کے لئے بہت مشکل تھا اتنے پیسے تو اکٹھے ہو گئے کہ انہیں انڈونیشیا بھجوایا جا سکے۔ مگر واپسی کے لئے انتظام نہ ہو سکا چنانچہ حضرت مولوی صاحب سالہا سال تک انڈونیشیا میں بغیر بیوی اور بچوں کے رہے اور ان کے بیوی بچے بغیر خاوند اور والد کے پاکستان میں رہے بلکہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ان کے بچے اپنی والدہ سے پوچھتے تھے کہ ہمارا ابا کہاں ہے؟ انہوں نے قریباً 26 سال کا عرصہ اپنے بیوی بچوں سے الگ گزارا۔ بالآخر جب جماعت نے فیصلہ کیا کہ اب ان کو مستقلاً واپس بلا لیا جائے تب ان کی بیوی جو اب بوڑھی ہو چکی تھیں حضرت مصلح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بڑے درد سے یہ عرض کیا کہ دیکھیں جب میں جوان تھی تو اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کیا اور اپنے خاوند کی جدائی پر اُف تک نہ کی۔ اپنے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں پالا پوسا اور جوان کیا۔ اب جب کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور بچے جوان ہو چکے ہیں اب ان کو واپس بلانے سے کیا فائدہ؟

اب تو میری تمنا پوری کر دیجئے کہ مرا خاوند مجھ سے اور خدمت دین کی مہم ہی میں دیار غیر میں مر جائے اور میں فخر سے کہہ سکوں کہ میں نے اپنی تمام شادی شدہ زندگی دین کی خاطر قربان کر دی''۔

(ماخوذ ماہنامہ خالد ربوہ فروری 1988ء)

منافع کا سودا

''سر ملک فیروز خان صاحب نون (جو پاکستان کے وزیراعظم بھی رہے) وہ خان بہادر ملک صاحب خان صاحب نون سے چوتھی پانچویں پشت پر ملتے تھے۔ خان بہادر صاحب مخلص اور بڑے فدائی احمدی تھے۔ قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد کسی وجہ سے وہ اپنے چھوٹے بھائی میجر ریٹائرڈ ملک سردار خان صاحب نون اور ملک فیروز خان صاحب سے شدید ناراض ہو گئے اور ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیئے۔ سارے نون خاندان پر ان کا رعب ایسا تھا کہ کسی کو ان سے بات کرنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔ آخر بڑی سوچ بچار کے بعد ملک فیروز خان صاحب اور میجر سردار خان صاحب حضرت مصلح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ملک صاحب خان صاحب کی ناراضگی کی وجہ سے سارا نون خاندان جو بارہ دیہات کا مالک ہے اس کا بے مثل اتفاق پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ حضور ان دنوں رتن باغ لاہور میں قیام فرما تھے آپ نے ملک صاحب خان صاحب کو طلب فرمایا اور فرمایا

اتنی رنجش اور ناراضگی بہت نامناسب ہے آپ پہلے سر فیروز خان صاحب کے پاس جا کر معذرت کریں اور پھر اپنے چھوٹے بھائی میجر سردار خان صاحب سے معافی مانگیں اور پھر آج ہی مجھے رپورٹ دیں۔

ملک صاحب خان صاحب نے ایک دوست کو یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور کے اس حکم سے میرے دل میں انقباض پیدا ہوا کہ حضور نے ناراضگی کی وجہ دریافت فرمائے بغیر چھوٹے بھائیوں کے سامنے مجھے جھکنے کا حکم دے دیا تاہم میری مجال نہ تھی کہ تعمیل ارشاد میں تاخیر کرتا۔ چنانچہ پہلے سر فیروز خان صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوا وہ بڑی محبت سے میری طرف لپکے اور زار و قطار روتے ہوئے کہنے لگے کہ میں قربان جاؤں مرزا محمود پر جنہوں نے ہمارے خاندان پر یہ احسان عظیم کیا۔ جب میں نے ان سے معافی مانگی تو کہنے لگے کہ آپ میرے عزیز ترین بڑے بھائی ہیں آپ مجھے خدا کے لئے معاف کر دیں............ پھر میں جلد ہی ان سے بمشکل اجازت لے کر میجر صاحب کے ہاں پہنچا وہ بھی خوشی اور ممنونیت کے جذبات سے مغلوب تھے ان کے اصرار پر بھی وہاں نہ رکا کیوں کہ حضور نے رپورٹ دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ چنانچہ سیدھا حضور کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا سنایا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا۔

آپ کے لئے میرا یہ حکم دل پسند تو شائد نہ ہوا ہوگا کہ کسی قسم کی تحقیقات کرنے یا ناراضگی کی وجوہ معلوم کرنے کے بغیر ہی آپ کو حکم دے دیا کہ جاؤ اپنے سے عمر میں چھوٹے بھائیوں سے معافی مانگو وجہ یہ تھی کہ آپ نے میری بیعت کی ہوئی ہے۔

سر فیروز خان اور میجر سردار خان کے ساتھ تو میرے معاشرتی تعلقات ہی ہیں وہ میرے حکم کے پابند تو نہیں مگر آپ پابند ہیں۔ پھر حدیث ہے کہ جو اپنے روٹھے ہوئے بھائی کو منانے میں پہل کرے گا وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گا۔ یہ استعارہ کا کلام ہے مگر بہرحال اس حدیث کی رو سے آپ ایک ہزار سال پہلے جنت میں جائیں گے، پھر سوچ لیں کہ یہ کس قدر فائدہ اور منافع کا سودا ہوا''۔

(ماہنامہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبر جون، جولائی 2008ء ص 65-264)

فضیلت اور بڑائی کا حقدار

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان کے دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں (۔) کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔''

(الفضل 15 نومبر 1946ء)

خوشی بختی اور ترقی کا زینہ

11 راگست 2007ء کے الفضل میں ابن کریم کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے خلیفہ وقت کی اطاعت کا ایک روح پرور اور وجد آفریں واقعہ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

''ہمارے محلّہ میں ایک متمول اور مخلص خاندان رہتا ہے میں نے انہیں ایک دن بے تکلفی میں کہا۔ یہ جو آپ کے خاندان کو طرح طرح کی برکتیں اور نعمتیں میسر ہیں میرے خیال میں اس کے پیچھے بیت الذکر کی تعمیر کا اجر شامل ہے............ انہوں نے کہا اس بات

میں تو کوئی شک نہیں لیکن ان فضلوں کے پیچھے ایک اور بھی اہم بات ہے اور وہ خلیفہ وقت کے حکم کی تابعداری اور نظام جماعت سے وابستگی کا حیرت انگیز نمونہ ہے کہنے لگے۔ خلافت ثالثہ کے ایام کی بات ہے کہ ہم لوگ دارالرحمت میں رہا کرتے تھے، ہمارا اپنے رشتہ دار کے ساتھ مکان کا تنازعہ چل رہا تھا جب معاملہ طول پکڑ گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ہمارے والد صاحب کو پیغام بھجوایا کہ میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ یہ مکان فوراً خالی کر دیں۔ چنانچہ میرے والد صاحب نے خلیفہ وقت کا حکم سنتے ہی فوری طور پر مکان خالی کر دیا۔ سب بچوں اور سامان کو لے کر اس گھر سے نکل کھڑے ہوئے، بظاہر کوئی منزل تھی نہ ٹھکانہ۔ آپ کی نظر ایک ایسے ویران سے گھر پر پڑی جس کے دروازے چوپٹ کھلے تھے چنانچہ آپ نے چارونا چار سامان وہاں رکھ دیا۔ اس مکان کی مالکن کو جب پتہ چلا تو اس نے آ کر ہمارے والد صاحب سے جھگڑنا شروع کر دیا کہ آپ میرے مکان میں بغیر اجازت کیوں داخل ہوئے۔ میرے والد صاحب نے اسے ساری تفصیل بتائی اور کہا کہ اس کا محرک یہ ہے کہ امام وقت کا حکم آیا تھا کہ فوراً مکان خالی کر دو۔ اس لئے میں حضور کا حکم سنتے ہی بیوی بچوں اور سامان کو لے کر گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ یہ خالی مکان دیکھ کر یہاں تھوڑی دیر کے لئے رکے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں ہم آپ کو کرایہ دیا کریں گے اور جلد ہمارا کوئی بندوبست ہو جائے گا۔ جب یہ حقیقت اس خاتون پر ظاہر ہوئی تو اس نے مکان خوشی سے دینے پر آمادگی ظاہر کر دی چند ماہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خصوصی شفقت سے دارالعلوم غربی میں پلاٹ الاٹ ہو گیا۔ تو حقیقت میں ان ساری نعماء اور خوشحالی کے پیچھے امام وقت کے حکم کی تعمیل ہے اور اطاعت کی برکتیں ہیں۔ جس دن بظاہر ہم نے کسمپرسی کی حالت میں مکان کو خیر باد کہا تھا دراصل وہی دن ہماری خوش بختی اور ترقی کا زینہ بن گیا تھا۔ آج ہم سب بہن بھائی اپنی اپنی جگہ خوشحال ہیں ہمارے بہن بھائی غیر ممالک میں مقیم ہیں۔ میرے والدین جرمنی میں مقیم ہیں۔"

(روزنامہ الفضل 11/اگست 2007ء)

حضرت مسیح موعود مخلصین جماعت کو خراج تحسین

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہوں۔

.... اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 223-224)

حضرت مصلح موعود نے جب مصلح موعود ہونے کا انکشاف فرمایا اور اس سلسلہ میں مختلف جماعتوں میں جلسے کئے گئے جہاں حضور خود اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمانے کے ساتھ ساتھ جماعت کی ترقی اور وفا کے نمونوں کا بھی اظہار فرماتے اسی طرح ایک جلسہ جو 10 مارچ 1944ء کو لاہور میں منعقد ہوا اس میں حضور نے جماعت کے ایک مربی حضرت مولانا ظہور حسین صاحب بخارا کے بارہ میں ان الفاظ میں اطاعت و وفا اور سلسلہ سے محبت اور سلسلہ کے لئے قربانی کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا:

"خدا نے کیسے کام کرنے والے مجھے دیئے ہیں خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لمحہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں میں انہیں جلتے ہوئے تندوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تندوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خودکشی (۔) میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمی کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا"۔ (الفضل 18 فروری 1958ء)

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلافت کے احترام۔ اطاعت اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احباب جماعت کو تلقین فرماتے ہیں:۔ فرمایا

"پس یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے بیعت اور محبت کا دعویٰ ہے اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کے ہر اشارے اور حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔"

(مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ چہارم ص 20)

فرمایا۔

"اپنی ساری عبادتوں، اپنی ساری نیکیوں اور اپنے سارے کاموں کو بابرکت انجام تک پہنچانا چاہتے ہو تو خلافت سے محبت اور اس کا ادب اور اس کا احترام اپنے ایمان کا جزو بنا لو۔ اور یہ امر خوب یاد رکھو اور اپنی نسلوں کو ان کے خون کی رگوں میں یہ بات شامل کر دو کہ تمہاری تمام تر ترقیات اب صرف اور صرف خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں، اس کے پیچھے پیچھے چلو اس کے اشاروں کو حکم سمجھ کر چلو تو تم دیکھو گے کہ فتوحات اور ترقیات کی منزلیں تمہارے قدم چومیں گی۔

(مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ دوم ص 116)

خلافت کی بے ادبی کرنے والے ہمیشہ خائب و خاسر ہوتے ہیں

حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع) نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 28/اکتوبر 1979ء کو اپنے خطاب میں فرمایا:۔

"ہمارے عہد میں ایک چیز شامل ہے خلافت سے وابستگی۔ مَیں آپ کو خوب کھول کر بتانا چاہتا ہوں کہ گناہ کبیرہ جو انسان یعنی فرد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ اپنی جگہ پر خطرناک ہیں۔ میرا تجربہ ہے جماعت کے ان لوگوں پر نظر ڈال کر جنہوں نے بڑے بڑے گناہ کئے وہ بھی نیک انجام پا گئے۔ لیکن خلافت کے خلاف بے ادبی کرنے والوں کا کبھی میں نے نیک انجام ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ بھی تباہ ہوئے اور ان کی اولادیں بھی تباہ ہوئیں۔ کیونکر ایسا ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خلافت وہ خدائی رسی ہے جس کے ساتھ دنیا نے بندھنا ہے جس کے ساتھ خدا کے ساتھ تعلق قائم ہونا ہے۔ یہ حبل اللہ ہے اور خدا، عظیم خدا اگر ایک بندہ کی لغزشیں دیکھ کر اسے معافی دینا چاہے تو دیتا چلا جائے گا کوئی نہیں جو روک سکے۔ لیکن اگر کوئی اس کی رسّی پر ہاتھ ڈالتا ہے اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے یہی پیغام ہے:۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم"

(الفضل انٹرنیشنل 18 جولائی 2008ء)

شکر خداوندی

ہم سب کو اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار بندہ بننا چاہئے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس حبل اللہ سے چمٹے رہنے ہی میں ہماری نسلوں کی بقا ہے۔ جہاں ہمیں اس بابرکت اور سعادت عظمی کی وجہ سے خوش ہونا چاہئے وہاں یہ ہم پر بہت بھاری ذمہ داری بھی ڈالتی ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کی باتوں کو سنیں اور اپنے اندر اطاعت کا جذبہ پیدا کر کے آپ کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دن رات دینی مہمات میں مصروف ہیں دعاؤں کے ساتھ اور آپ کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے ہمیں ان کا سلطان نصیر بن جانا چاہئے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ "جماعت احمدیہ جس روحانی بشاشت قلب کے ساتھ خلیفہ کی اطاعت کرتی ہے وہ للّٰہی محبت کے بغیر ممکن ہی نہیں، خلیفہ کی جماعت سے محبت اور جماعت کی خلیفہ سے محبت، جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے اور یہ وہ دولت ہے کہ زمین و آسمان کے خزانوں کے عوض بھی حاصل نہیں ہو سکتی جماعت کا ہر فرد اپنے ہر غم اور ہر خوشی میں خلیفہ وقت کی دعاؤں کا طلبگار رہتا ہے اور خلیفہ وقت کی دلسوزی اور ہمدردی اور محبت سے بھرے پیغام اس کے لئے راحت و سکون کا باعث ہوتے ہیں۔

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان اس باہمی ربط جان اور پیوند کو ہر آن مضبوط کرتے رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی ہے یہ وہ تعلق ہے جو ایک مادی نظر دیکھ ہی نہیں سکتی، محبت کا یہ باہمی رشتہ جماعت کا سرمایہ بھی ہے اور جماعت کی ناقابل تسخیر طاقت بھی"۔

(خلافت احمدیہ ص 154)

اللہ ہمیشہ ہی خلافت رہے قائم
احمد کی جماعت میں یہ نصیحت رہے قائم
ہر دور میں یہ نور نبوت رہے قائم
یہ فضل ترا تا بقیامت رہے قائم
جب تک خلافت کا یہ فیضان رہے گا
ہر دور میں ممتاز .... رہے گا

میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنی چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

اگر تم میں سے کسی کو دوسرے میں عیب نظر آتا ہے یا اس کی کوئی اور ادا ناپسند ہے تو کئی باتیں اس کی پسند بھی ہوں گی جو اچھی بھی لگیں گی۔ تو وہ پسندیدہ باتیں جو ہیں ان کو مدنظر رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرتے ہوئے موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔ آپس میں صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنی چاہئے تو یہ میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اگر اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں تو چھوٹی چھوٹی جو ہر وقت گھروں میں لڑائیاں، چخ چخ ہوتی رہتی ہیں وہ نہ ہوں اور بچے بھی برباد نہ ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر"۔

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 450)

جلیل القدر صحابی رسولؐ حضرت صہیب بن سنان رومیؓ

محبت الٰہی، صلہ رحمی، اخوت و محبت، سخاوت اور اخلاق فاضلہ سے روشن وجود

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

نام و نسب

حضرت صہیب کے والد سنان بن مالک اور والدہ سلمٰی بنت قعید تھیں۔ عرب کے ایک قبیلے سے آپ کا تعلق تھا۔ اور آپ کے والد یا چچا ابلہ شہر پر کسریٰ شاہ ایران کی طرف سے حاکم تھے۔ ان کی رہائش موصل کے قریب دریائے فرات کے کنارے ایک بستی ثنیّٰ نامی میں تھی۔ اس زمانے میں رومی فوجوں کی جنگ ایرانیوں سے جاری تھی۔ رومیوں کے ایک ایسے ہی حملے کے دوران کم سنی کی عمر میں صہیب بھی گرفتار ہوکر رومی علاقے میں لے جائے گئے اور وہاں ایک عرصہ تک رہے۔ اس دوران رومی زبان بھی سیکھی۔ جس کی وجہ سے عربی میں لکنت ہوتی تھی۔

ایک روایت کے مطابق بعد میں قبیلہ بنوکلب نے انہیں خرید کر مکہ میں بیچ دیا اور عبداللہ بن جدعان التیمی نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ دوسری روایت کے مطابق صہیب خود سن شعور کے بعد رومیوں کی قید سے فرار ہوکر مکے آئے اور عبداللہ بن جدعان کے حلیف بن گئے۔ بعض اور روایات کے مطابق آپ کا اصل نام عمیرہ تھا، رومیوں نے آپ کا نام صہیب رکھا۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کی کنیت ابویحیٰ تجویز فرمائی تھی۔

(ابن سعد جلد 3 ص 226)

آپ کا رنگ سرخ تھا۔ میانہ قد، سر کے بال گھنے تھے مہندی لگاتے تھے۔

قبول اسلام

گھر سے گمشدگی کے بعد آپ کی بہن امیہ اور چچا لبید نے عرب کے میلوں میں اور حج وغیرہ کے مواقع پر آپ کو بہت تلاش کروایا مگر صہیب کہیں نہ ملے۔ عبداللہ بن جدعان کے پاس قیام کے دوران ہی آپ کی قسمت جاگی کہ آنحضرت ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔ انہیں بھی اس دعویٰ کی خبر ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کا پیغام سننے کے لئے دارارقم میں پہنچے اور اسلام قبول کیا۔ حضرت صہیبؓ اور حضرت عمارؓ بن یاسر نے ایک ہی زمانے میں اسلام قبول کیا۔

(ابن سعد جلد 3 ص 227، اصابہ جز 3 ص 254)

حضرت عمار بن یاسرؓ کا بیان ہے کہ جب دارارقم ابتدائی زمانہ اسلام میں تبلیغ کا مرکز تھا اور ابھی چند لوگوں نے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ میں دارارقم کے دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ صہیبؓ آ گئے میں نے پوچھا کس مقصد سے آئے ہو؟ صہیبؓ صاحب تجربہ، زیرک اور دانا انسان تھے کہنے لگے پہلے آپ بتاؤ کس ارادہ سے یہاں آئے ہو؟ عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں تو محمد ﷺ کا پیغام اور کلام سننے کیلئے آیا ہوں تب صہیبؓ نے کہا کہ میں بھی اسی ارادے سے آیا ہوں۔ ہم دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے اسلام کا پیغام سمجھایا اور ہم دونوں نے اسی موقع پر اسلام قبول کر کے آنحضرت ﷺ کی بیعت کی توفیق پائی۔

اس وقت تک جو لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ان کی تعداد تیس بیان کی جاتی ہے۔ لیکن اسلام کا اعلان یا اظہار کرنے والے حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ معدودے چند ہی تھے ایک تو خاندان یاسرؓ جس میں ان کی بیوی سمیہؓ اور بیٹے عمارؓ تھے پھر حضرت خبابؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ۔ یہ وہ چند لوگ تھے جن کا کمزور مسلمان گھرانوں سے تعلق تھا۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق ہی بظاہر ان کی جائے پناہ تھے جو ان کے لئے غیرت رکھتے اور ڈھال بنتے تھے۔ ورنہ مختلف قبائل سے آکر حلیف بننے والے کمزوروں اور غلاموں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا کیونکہ ان کے اپنے کوئی خونی رشتہ دار تو تھے نہیں جو ان کی سپر بنتے۔ ان کے مالک ان کو کپڑے اور لوہے کی زرہیں پہنا کر تپتی ہوئی دھوپ میں لٹا دیتے اور یوں تکلیف اور اذیت سے وہ دن گزارتے۔ (اسد الغابہ جلد 3 ص 33)

روایت ہے کہ انہی مظلوموں کے بارہ میں یہ آیت اتری۔...... (النحل: 111) یعنی وہ لوگ جنہوں نے آزمائش میں پڑنے کے بعد ہجرت پھر جہاد کیا اور صبر سے کام کیا۔ تیرا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ہجرت اور مال کی قربانی

حضرت صہیبؓ نے بھی انہی حالات میں مکے میں ابتلاؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے وقت گزارا یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو انہوں نے بھی ہجرت کا قصد کیا۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد آخری ہجرت کرنے والوں میں حضرت صہیبؓ شامل تھے۔ وہ مالدار تاجر تھے اور تجارت کے ذریعہ کافی مال کمایا تھا جب ہجرت کر کے مدینہ جانے لگے تو اہل مکہ نے ان سے کہا کہ تم تو ایک مفلس غلام کے طور پر ہمارے شہر مکہ میں آئے تھے۔ ہم تمہیں یہاں سے کمایا ہوا مال لے کر ہرگز جانے نہ دیں گے۔ صہیبؓ نے کہا اگر مال یہیں چھوڑ دوں تو کیا پھر جانے دو گے؟ اور پھر انہوں نے اپنا نصف مال اہل مکہ کے حوالے کر دیا اور ہجرت مدینہ کا قصد کیا۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 305)

صہیبؓ اپنے بیوی بچوں کو لے کر مدینے کی جانب روانہ ہوئے تو بعض قریش نے آپ کا پیچھا کیا وہ سواری سے اتر آئے۔ صہیبؓ بہت بہادر اور زبردست تیرانداز تھے۔ انہوں نے اپنے ترکش کے تمام تیر نکال کر نیچے بکھیر دیئے اور کہا اے قریش! تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے بہترین تیرانداز ہوں میرے ترکش کے آخری تیر کے ختم ہونے تک تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے بعد میری تلوار سے تم کو لڑنا ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مجھے امن سے جانے دو اور اس کے عوض میں اپنے باقی مال کے بارے میں بھی تمہیں بتا دیتا ہوں وہ تم مکہ جا کر نکال لو۔ اس طرح کمال حکمت عملی سے انہوں نے کفار کے ساتھ معاملہ کیا اور اپنا سارا مال دے کر اور اپنا ایمان اور خاندان بچا کر مدینہ آ گئے۔ صحابہ بیان کیا کرتے تھے کہ یہ آیت اسی موقع کی مناسبت سے اتری ...... (البقرۃ: 208) کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنا تمام مال قربان کر کے اپنے نفس کو بیچ دیتے ہیں۔ الغرض حضرت صہیبؓ نے تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔ حضرت صہیبؓ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسولؐ اللہ نے ان کے سفر کا حال سنا کہ کس طرح سارا مال دے کر جان اور ایمان بچا لیا تو فرمایا کہ یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ رَبِحَ صُھَیبٌ رَبِحَ صُھَیبٌ۔ صہیبؓ نے وہ سودا کیا ہے جو بہت نفع والا ہے کیونکہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا تھا۔

صحبت رسول ﷺ اور دلداری

مکہ سے آنے والے آخری مہاجرین میں حضرت علیؓ اور حضرت صہیبؓ بیان کئے جاتے ہیں۔ ہجرت کر کے جب وہ قبا میں آئے تو پتہ چلا کہ آنحضرت ﷺ حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے پاس قیام فرما ہیں۔ وہاں ایسے وقت پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ اور کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ ادھر سفر کی صعوبتوں اور تکالیف کے بعد صہیبؓ کی ایک آنکھ دکھنے کو آئی تھی۔ کفار نے ان کا سارا مال تو وہیں پر دھر لیا تھا۔ صہیبؓ کہتے ہیں گندم کا تھوڑا سا آٹا جو زادراہ تھی، ابواء مقام پر گوندھ کر اس کی روٹیاں بنالی تھیں۔ بھوک اور فاقے کی اس حالت سے گزر کر جب قبا پہنچے تو مدینہ کی تر و تازہ کھجوریں مجلس رسولؐ میں ماحضر تھیں۔ بے تکلفی سے اس دعوت میں شریک ہوئے اور بے دھڑک وہ کھجوریں کھانے لگے۔ حضرت عمرؓ کو صہیبؓ سے خاص لگاؤ تھا۔ انہوں نے صہیبؓ کو چھیڑتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ آپ دیکھتے نہیں کہ صہیبؓ کی ایک آنکھ دکھنے کو آئی ہے پھر بھی یہ بے دھڑک کھجوریں کھاتے چلے جا رہے ہیں۔ گویا ان کی صحت کیلئے یہ مضر ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت صہیبؓ کو یہ توجہ دلائی کہ تمہاری آنکھ دکھنے کو آئی ہے اور پھر بھی بے دھڑک کھجوریں کھاتے جا رہے ہو۔ حضرت صہیبؓ نے بھی کیا پر مزاح جواب دیا کہ یا رسولؐ اللہ میں اپنی دوسری تندرست آنکھ کی طرف سے کھا رہا ہوں۔ اس حاضر جوابی پر نبی کریمؐ بے اختیار مسکرائے۔ (ابن سعد جلد 3 ص 228)

یہ ظرافت اپنی جگہ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ صہیبؓ کو ایک فاقے کے بعد وہ کھجوریں میسر آئیں جو آنحضرت ﷺ کا تبرک بھی تھا اس لئے صہیبؓ سے رہا نہ گیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ سے محبت بھرے شکوے کرنے لگے کہ مجھے کیوں اپنے ساتھ سفر ہجرت میں شریک کر کے خدمت کا موقع نہ دیا۔ پیچھے رہ کر مجھ پر یہ نوبت آئی کہ اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر کے بمشکل اپنی جان اور خاندان آزاد کروا کے لایا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اسی موقع پر فرمایا کہ ”یہ تو بہت ہی اعلیٰ اور نفع بخش تجارت ہے جو صہیب نے کی“۔

غزوات میں شرکت

مدینہ میں حضرت سعدؓ بن خیثمہ کے پاس قیام رہا اور آنحضرت ﷺ نے حضرت حارث بن الصمہؓ کے ساتھ آپؓ کا بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اس کے بعد حضرت صہیبؓ تمام غزوات میں رسول اکرم ﷺ کے شانہ بشانہ شریک ہوئے۔ بدر، احد، فتح خیبر اور فتح مکہ کے موقع پر بڑی بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا۔

حضرت صہیبؓ طبعاً بہت زیادہ روایات بیان نہیں کرتے تھے تاہم کہا کرتے تھے کہ غزوات رسولؐ کے بارے میں جتنی باتیں مجھ سے پوچھنی ہیں پوچھ سکتے ہو۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں مجھے شامل ہونے کا موقع ملا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق ان کا بیان ہے کہ ”بیعت کے بعد کی زندگی کے تمام اہم اور مشہور واقعات میں مجھے حاضر خدمت رہنے کی توفیق ملی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب بھی کوئی بیعت لی مجھے اس میں موجود ہونے کی سعادت عطا ہوئی۔ کوئی مہم رسول اکرم ﷺ نے نہیں بھجوائی مگر میں اس موقع پر حاضر تھا کوئی غزوہ آپؐ نے نہیں کیا مگر میں اس موقع پر موجود تھا بلکہ میں آپ کے دائیں اور

کبھی بائیں ہو کر لڑتا تھا اور کبھی آگے سے اندیشہ ہوتا تو سامنے ہو کر لڑتا اور آنحضرت ﷺ کو کبھی اس حال میں نہیں چھوڑا کہ آپ میرے اور دشمن کے درمیان آگئے ہوں۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی‘‘ یعنی ہمیشہ رسول خدا ﷺ کے آگے سینہ سپر رہے اور کبھی دشمن کو آنحضرتؐ کے سامنے نہیں ہونے دیا کہ رسولؐ اللہ کا دشمن سے آمنا سامنا ہو۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 306 الاصابہ جز 2 ص 255)

آنحضرت ﷺ حضرت صہیبؓ کی ان خوبیوں اور ان کے اعلیٰ اخلاق فاضلہ وصفات حسنہ کی وجہ سے ان کی تعریف فرماتے تھے۔ ایک موقع پر حضرت صہیبؓ کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قومی لحاظ سے سبقت لینے والے چار ہیں۔ عربوں میں سبقت لینے والا میں ہوں (اور اس میں کیا شک ہے کہ ہمارے نبیؐ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے مقام پر فائز تھے کہ اپنے خدا کی طرف سے نازل ہونے والے کلام پر سب سے پہلے آپؐ ہی ایمان لائے تھے) پھر فرمایا کہ صہیب رومیوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور سلمان فارسی ایرانیوں میں سے پہلا پھل ہے جو مسلمانوں کو ملا اور اہل حبشہ میں سبقت لینے والے بلال ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہیے کہ وہ صہیب سے اسطرح محبت کرے جیسے ماں بیٹے سے محبت کرتی ہے۔ یہ ایک نووارد غیر عرب کیلئے رسول اللہ ﷺ کا حسن سلوک تھا۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ ایک مشرک قیدی کو لے کر جا رہے تھے حضرت صہیبؓ نے کہہ دیا کہ اس کی گردن میں تلوار کی جگہ تھی یعنی لائق گردن زدنی تھا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ ناراض ہوئے رسول کریمؐ نے سبب پوچھا تو انہوں نے صہیبؓ کی بات سنائی۔ آپؐ نے فرمایا ’’تم نے صہیب کو ناراض تو نہیں کیا؟ خدا کی قسم! اگر تم اس کو ایذاء پہنچاتے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا پہنچانے والے ہوتے۔

(منتخب کنز العمال برحاشیہ جلد 5 ص 202)

حضرت عمرؓ سے محبت اور دوستی

حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت صہیبؓ کی بے تکلفی اور خاص محبت کا ذکر آتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ مدینہ کے نواح میں ان کی رہائش گاہ پر حضرت زیدؓ بن اسلم کے ساتھ گئے تو حضرت صہیبؓ آوازیں دینے لگے یاناس۔ یاناس۔ تو حضرت عمرؓ کہنے لگے صہیبؓ کو کیا ہوا کہ ہمیں دیکھتے ہی لوگوں کو پکارنے لگے ہیں۔ پتہ چلا کہ دراصل صہیبؓ اپنے غلام یحنس کو بلا رہے تھے اور لکنت کی وجہ سے یحنس کو یاناس کہہ رہے تھے۔ (ناس کے معنی ہیں لوگ)

حضرت عمرؓ نے اسی بے تکلفی میں ایک دفعہ صہیبؓ سے فرمایا کہ تمہارے ساتھ ایک دوستی اور محبت کا تعلق ہے۔ بہت قریب سے بھی دیکھنے کا موقع ملا اور تمہارے اندر کوئی عیب نہیں پایا۔ مگر دو تین باتیں عجیب سی لگتی ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا اور تم میرے انتہائی گرم جوش دوست ہوتے۔ پہلی بات یہ تمہاری اولاد کوئی نہیں مگر کنیت ابو یحییٰ رکھتے ہو جو ایک نبی کا نام ہے۔ حضرت صہیبؓ نے کہا دراصل نبی کریم ﷺ نے میری یہ کنیت خود تجویز فرمائی تھی۔ اب میں مرتے دم تک اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ دوسری بات حضرت عمرؓ نے یہ فرمائی کہ تمہاری زبان عجمی ہے رومی زبان بولتے بھی ہو اور عربی میں کچھ لکنت بھی ہے پھر بھی تم اپنے آپ کو عرب سے نسبت دیتے ہو۔ حضرت صہیبؓ نے کہا کہ دراصل میں رومیوں میں سے نہیں البتہ بچپن میں وہاں رہنے کا موقع ضرور ملا دراصل میں عربی نژاد ہوں۔ چھوٹی عمر میں رومی مجھے قید کر کے لے گئے ورنہ عرب خاندان اور قبیلے سے ہی میرا تعلق ہے۔ تیسری بات حضرت عمرؓ نے یہ فرمائی کہ تم اس کثرت سے لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلا دیتے ہو کہ مجھے ڈر لگتا ہے اس میں اسراف نہ ہو۔ حضرت صہیبؓ نے کہا کہ یہ جو میں لوگوں کو کھلاتا ہوں دراصل آنحضرت ﷺ کی ایک نصیحت کی وجہ سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا ’’تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے اور سلام کو رواج دیتے ہیں۔‘‘ آنحضرت ﷺ کی یہ نصیحت جو آپؐ نے مدینہ آنے پر فرمائی تھی میں نے پلے باندھ لی اور اس پر مسلسل عمل کرتا ہوں اور سوائے جائز حق کے مال خرچ نہیں کرتا۔

(اسد الغابہ جلد 3 ص 34-33، منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند جلد 5 ص 202)

جیسا کہ بعد کے واقعات سے ظاہر ہے اس کے بعد سے حضرت عمرؓ کا حضرت صہیبؓ کے ساتھ تعلق مزید گہرا ہوا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کا جنازہ حضرت صہیبؓ پڑھائیں گے اور جب تک نیا خلیفہ منتخب نہیں ہو جاتا نمازوں کی امامت بھی وہی کروائیں گے۔

روایات حدیث

حضرت صہیبؓ روایت حدیث میں احتیاط سے کام لیتے تھے ایک دفعہ فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تم کو حدیث سناتے ہوئے جب کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو وہی باتیں سناتا ہوں جو آپ نے فرمائیں اور جب آپ کی جنگوں کے حالات سناؤں جن میں شامل ہوا تو کچھ اپنے تاثرات بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔

حضرت صہیبؓ کی چند ایک روایات ذخیرہ احادیث میں ملتی ہیں جو حضرت عمرؓ سے مروی ہیں۔ جن سے آپؐ کی محبت الٰہی کا خاص طور پر اظہار ہوتا ہے۔ اہل جنت کو خدا تعالیٰ کا دیدار کروانے سے متعلق ہے۔

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

............(یونس:27)

کہ وہ لوگ جو احسان کرتے ہیں ان کو نیکی کے بدلہ کے علاوہ کچھ زیادہ بھی ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر اس زیادہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل نار دوزخ میں تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے جنت والو! اللہ تعالیٰ تم سے اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ اہل جنت حیران ہونگے کہ وہ کونسا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اعمال کے بدلہ میں ہمیں جنت تو دے دی۔ ہمارے چہرے بھی روشن کر دئے۔ اور آگ سے بچا لیا اس سے بڑھ کر اور کونسا وعدہ ہوگا؟ ابھی وہ یہ اظہار کر ہی رہے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ اپنا حجاب ہٹائے گا اور جب وہ خدا تعالیٰ کا دیدار کریں گے تو لطف و محبت کی ایسی لہریں ان کے سینہ سے اٹھیں گی کہ جن سے بڑھ کر کوئی چیز ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی نہیں ہوگی۔ (ابن ماجہ مقدمہ)

راضی برضا

ایک اور روایت جو حضرت صہیبؓ بیان کرتے تھے اس کا تعلق بھی راضی برضا رہنے سے ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک موقع پر مسکرا رہے تھے جس کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے پوچھو گے نہیں کہ میں کیوں مسکرایا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپؐ ہی بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ میں مومن کے حال پر ہنستا ہوں کہ اس کا حال بھی عجب ہے اس کے سب کام خیر ہی خیر ہوتے ہیں اور یہ بات مومن کے علاوہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوتی کیونکہ مومن رضا بالقضاء کے مقام پر ہوتا ہے۔ جب اسے خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور اس کا اجر پاتا ہے اور جب تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس کی جزاء عطا کرتا ہے۔ گویا حالت عسر ہو یا حالت یسر، مومن کیلئے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے۔

(مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ خیر)

خدا اور قرآن سے محبت

ایک اور روایت سے قرآن کے ساتھ حضرت صہیبؓ کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جوان باتوں سے جن سے قرآن نے منع کیا ہے نہیں رکتا وہ حقیقی معنوں میں قرآن پر ایمان نہیں لاتا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ خود کس حد تک قرآن کے احکامات کے پابند تھے۔

حضرت صہیبؓ ایک دعا رسول کریمؐ سے بیان کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ پر توکل سے تعلق رکھتی ہے وہ دعا یہ ہے۔......حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ دشمن سے مقابلہ کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ اے اللہ! تیری مدد سے میں تدبیر کرتا ہوں اور تیری تائید سے میں حملہ کا جواب دیتا ہوں اور تیرے نام سے ہی لڑتا ہوں۔

(مسند احمد حدیث صہیبؓ باقی مسند الانصار 22802)

حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق حضرت صہیبؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انتخاب ہونے تک تین دن حضرت صہیبؓ مسجد نبوی میں نمازیں پڑھاتے رہے۔

(ابن سعد جلد 3 ص 229)

خود حضرت صہیبؓ شوال 38ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر ستر یا بہتر سال بیان کی جاتی ہے۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات سے ایک اور روشن ستارہ ڈوب گیا۔ جو محبت الٰہی، صلہ رحمی، اخوت و محبت، سخاوت اور صداقت کے اخلاق فاضلہ سے روشن تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اور ہمیں آپ کے پاکیزہ اخلاق قائم کرنے والا بنادے۔ آمین

مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب

مغل بادشاہ

نورالدین جہانگیر

سلطنت مغلیہ کے چوتھے بادشاہ نورالدین جہانگیر نے اپنی زندگی کے حالات، واقعات اور مشاہدات کا مجموعہ ’’تزک جہانگیری‘‘ کے نام سے لکھا ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ جہانگیر خود بڑا دانشور اور خوش ذوق انسان تھا۔ رعایا کی بہبود کی خاطر اس نے ایک قلعے کے برج سے دربار تک ایک زنجیر عدل آویزاں کرا دی تھی۔ یہ زنجیر خالص سونے سے بنی ہوئی تھی اور تیس گز لمبی اور چار من وزنی تھی۔ اس میں گھنگرو تھے جو زنجیر ہلانے سے بجتے تھے۔ جہانگیر بہت اچھا شکاری تھا۔ اس نے 86 شیروں کا شکار کیا۔ جہانگیر نے اپنے ذوق تسکین کے لئے ایک ذاتی چڑیا گھر بھی بنا رکھا تھا۔ جس میں نایاب چرند پرند رکھے تھے۔ اس کی کتاب کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ مصوری کا بہت دلدادہ تھا۔ وہ بہت محنتی تھا۔ رات دن میں صرف تین گھنٹے آرام کرتا۔ وہ عدل اور انصاف سے کام لیتا تھا۔ وہ علماء اور فضلاء کا بڑا قدر دان تھا۔ نورالدین جہانگیر ایک کامیاب بادشاہ تھا اور اس نے اپنی وفات یعنی 1627ء تک بھرپور حکمرانی کی۔

ہمیں دیگر کتب کے علاوہ تاریخ کے بارے بھی پڑھنا چاہئے اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب جاننے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس سے سبق سیکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علمی میدان میں بے شمار ترقیات سے نوازے اور ہم اپنے علم اور قابلیت اور دلائل کی روسے مخالفین کا منہ بند کردیں۔ آمین

تحریک وقف زندگی کی اہمیت اور اس میں شمولیت کی ضرورت

حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات اور عملی اقدامات

مکرم طلحہ حبیب قریشی صاحب

وقف کے معنے

وقف کرنے کے معنی ہیں۔ خدا کے نام پر چھوڑی ہوئی چیز جس کا کوئی مالک نہ بنایا گیا ہو۔ دوسرے یعنی کسی چیز کو کسی خاص کام یا غرض کے لئے مخصوص کرنا۔ وقف کے ایک معنے اتنا زیادہ مشغول یا مصروف آدمی کہ کسی دوسرے کی طرف توجہ نہ دے سکے۔

جماعت احمدیہ میں زندگی وقف کرنے کی جو روایت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی زندگی کو کلیۃً سلسلہ احمدیہ کے کاموں کے لئے مخصوص کر کے اس کو خلافت اور نظام جماعت کے حضور پیش کر دینا کہ وہ جس طرح چاہیں زندگی وقف کرنے والے سے سلسلہ کی خدمت لیں۔

زندگی وقف کرنے کے بعد وقف کرنے والے کا کوئی حق باقی نہیں رہتا اور یہ سلسلہ احمدیہ کا حق بن جاتا ہے کہ اس کے اوقات اس کی استعدادوں اور طاقتوں سے جس طرح سلسلہ کو ضرورت ہو کام لے۔

حضرت مسیح موعود کے بعد جماعت کے پہلے واقف زندگی حضرت خلیفۃ المسیح الاول تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود کے ارشادات

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ چلے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر ...... اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر ...... کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے‘‘۔

(تبلیغ رسالت جلد 6 ص 8)

اس عظیم الشان مشن کی تکمیل اور دین حق میں فوج در فوج آمد کے بعد ان کی تعلیم و تربیت کے لئے خدا کی خاطر زندگیاں وقف کر کے آگے بڑھنے والوں کی بہت ضرورت تھی۔

حضرت سید عبدالستار صاحب قادیان آئے ہوئے تھے۔ رخصت ختم ہونے پر عرض کیا کہ

’’حضور میرا ارادہ یہی ہے کہ اگر زندگی باقی رہی تو انشاء اللہ بقیہ حصہ ملازمت پورا کرنے کے بعد مستقل طور پر یہاں ہی رہوں گا‘‘۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

’’یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان توبۃ النصوح کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دے اور لوگوں کو نفع پہنچاوے تو عمر بڑھتی ہے۔ اعلائے کلمہ (-) کرتا رہے اور اس بات کی آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی ضرورت ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔ یہ ایک اصل ہے جو انسان کا نافع الناس بناتی ہے اور نافع الناس ہونا درازیٔ عمر کا اصل گر ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 ص 395)

حضرت مسیح موعود اپنی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے‘‘۔

(الحکم 21 اگست 1900ء)

جماعت کو وقف زندگی کی تحریک

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں (-) کی خدمت سے رک نہیں سکتا اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے۔ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

...... جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا، وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اول ص 370)

حضرت مولانا حکیم نورالدین، خلیفۃ المسیح الاول اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ بھیرہ میں وسیع پیمانے پر ایک ہسپتال قائم کرنے کا عزم فرمایا۔ اس کی تعمیر کے سلسلہ میں لاہور گئے۔ زیارت کے لئے قادیان کا ارادہ فرمایا اور جلدی کے سبب بٹالہ سے قادیان اور وہاں سے واپسی کے لئے یکہ کرا کے حاضر ہوئے۔ دوران ملاقات حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

’’اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں‘‘۔

اشارہ سمجھتے ہوئے یکہ واپس بھیج دیا۔ اگلے روز حضور نے فرمایا:

’’مولوی صاحب آپ کو اکیلے رہنے میں تکلیف ہوتی ہوگی آپ اپنی بیوی کو بلالیں‘‘۔ آپ نے ایک بیوی کو بلالیا۔

چند روز بعد فرمایا۔

’’آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے آپ اپنا کتب خانہ بھی منگوالیں‘‘، کتب خانہ بھی منگوالیا۔

پھر فرمایا ’’دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس ہے اور پرانی ہے اس کو ضرور بلالیں‘‘۔ دوسری بیوی کو بھی بلالیا۔

پھر فرمایا ’’مولوی صاحب اب آپ اپنے وطن کا خیال بھی دل میں نہ لائیں‘‘

آپ فرماتے ہیں کہ

’’میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں بھیرہ نہ جاؤں لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بھیرہ کا خیال نہ آوے‘‘۔

لیکن عملاً کیا ہوا؟ آپ فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہیں آیا پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے‘‘۔

(حیات نور ص 185,184)

ابتدائی واقفین زندگی

ستمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود کی اس طرف توجہ مبذول ہوئی کہ مختلف بلاد میں سلسلہ کے واعظ بھجوائے جائیں اس غرض کے لئے اخبار بدر میں ’’واعظین سلسلہ حقہ‘‘ کے عنوان سے وقف زندگی کی تحریک فرمائی کہ

’’ایسے نوجوان پیدا ہوں جو دنیاوی مفاد کو بالکل ترک کر کے اپنی زندگیاں صرف دینی خدمات کے واسطے وقف کر دیں‘‘۔

حضرت مسیح موعود کی اس تحریک پر لبیک کہنے والوں میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلباء بھی تھے اور دیوبند کے فارغ التحصیل بھی۔ اہل قلم بھی تھے اور ایڈیٹر بھی۔ چنانچہ اس تحریک پر لبیک کہنے والے ابتدائی واقفین زندگی میں مندرجہ ذیل بزرگ شامل تھے۔

1۔ حضرت شیخ چوہدری فتح محمد سیال صاحب
2۔ حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب
3۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب
4۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب طالب علم بی اے
5۔ حضرت مولوی محمد دین صاحب طالب علم علی گڑھ
6۔ حضرت مولوی فضل دین صاحب
7۔ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب

حضرت مسیح موعود نے واقفین کی نسبت فرمایا:

’’حضرت رسول کریمؐ کے اصحاب کا نمونہ دیکھنا چاہئے۔ وہ ایسے نہ تھے کہ کچھ دین کے ہوں اور کچھ دنیا کے بلکہ وہ خالص دین کے بن گئے تھے اور اپنا جان و مال سب اسلام پر قربان کر چکے تھے...... خدا اس کو پیار کرتا ہے جو خالص دین کے واسطے ہو جائے ...... صبر و تحمل سے کام لینے والے آدمی ہوں...... جلسوں اور مباحثوں کے اکھاڑوں سے پرہیز کریں کیونکہ اس طرح فتنہ کا خوف ہوتا ہے۔ آہستگی اور خوش خلقی سے اپنا کام کرتے ہوئے چلے جائیں‘‘۔

(بدر 3 اکتوبر 1907ء)

ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

’’میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی (-) ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 ص 138)

پھر ایک اور جگہ فرمایا:۔

’’یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابک دست بنا دیتا ہے۔ سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا‘‘۔ (ملفوظات جلد اول ص 365)

وقف زندگی کے مختلف طریق

1934ء میں حضرت مصلح موعود نے جماعت کو پہلے سے زیادہ مضبوط اور قوی تر کرنے کے لئے تحریک جدید کی بنیاد رکھی تو آپ نے اس کے ابتدائی مطالبات میں ایک مطالبہ ’’وقف زندگی‘‘ کے نام سے احباب جماعت سے متعارف فرمایا۔ اس کے علاوہ ’’وقف

رخصت''،یعنی رخصت کے ایام میں خداتعالیٰ کے دین کے لئے وقف کرنا۔''وقف رخصت موسمی''یعنی اپنی رخصتوں کو (دعوت الی اللہ) کے لئے وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

حضور نے والدین کو اولاد کو وقف کرنے کی تحریک فرمائی اور اس امر کی خواہش ظاہر فرمائی کہ ہر خاندان ایک بچہ وقف کرے۔

(الفضل 31 مارچ 1944ء)

سفر یورپ سے واپسی پر ایک دفعہ پھر وقف زندگی کی پُرزور تحریک فرماتے ہوئے خطبہ جمعہ 16 ستمبر 1955ء کوفرمایا:۔

''جب تک جماعت میں وقف کی تحریک مضبوط نہ ہو اس وقت تک ساری دنیا میں (-) کو غالب کرنا ناممکن ہے''۔ (خلفاء احمدیت کی تحریکات ص 92)

خلافت رابعہ کے دور میں وقف زندگی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر ساری دنیا کو احمدیت کے جھنڈے تلے لانے کے لئے ہر فرد جماعت کو داعی الی اللہ بننے کی تلقین فرمائی اور 28 جنوری 1983ء کو ہر فرد جماعت کو مربی بننے کی درخواست کی۔

مربیان اور معلمین کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے آئندہ صدی کی ضروریات کے پیش نظر وقف نو کی مبارک تحریک جماعت کے سامنے 3/اپریل 1987ء کو رکھی جس میں اگلی صدی میں خدا کے حضور تحفہ پیش کرنے کے لئے والدین کو اپنے ہونے والے بچوں کو وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خلافت خامسہ کی پہلی مشاورت میں جو پیغام حضور نے پاکستان بھجوایا۔اس میں ایک سال میں پانچ ہزار واقفین عارضی مہیا کرنے کی تلقین فرمائی۔نصرت جہاں سکیم کے تحت ڈاکٹرز کی تحریک کا اعادہ فرمایا۔

دعوت الی اللہ کے تحت ہر فرد جماعت کو داعی الی اللہ بن کر دنیا کو شیطان کے چنگل سے آزاد کرانے کی تلقین فرمائی۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''اس زمانے میں بھی کچھ عرصہ پہلے افریقہ میں بعض مربیان ہمارے گئے ہیں اور وہ وسائل کی کمی کی وجہ سے معمولی غذا کھا کر ہی گزارا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اپنی زندگیوں میں سادگی پیدا کریں اور قناعت پیدا کریں''۔

(الفضل 27 جولائی 2004ء)

یوم تکبیر، یوم تکفیر

نذیر ناجی اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

کل یوم تکبیر جو پاکستان کے لئے فخر اور خوشی کا دن تھا، دہشت گردوں نے اسے اپنی دانست میں یوم تکفیر بنا کر ہمارے لئے ندامت اور غم کے دن میں بدل دیا۔ قائداعظم نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد ساری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، آج کے بعد آپ سب پاکستانی ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔اس بنیادی نکتے پر قوموں کے وجود اور بقا کا انحصار ہوتا ہے۔مگر ہم نے روز اول ہی سے اسے فراموش کر دیا **اور پاکستانی شہریت کے حقوق سب سے پہلے جن بدنصیبوں سے چھیننے کی ابتدا ہوئی، وہ احمدی ہی تھے۔ان کے خلاف چلائی گئی تحریک کا نعرہ بظاہر تحفظ ختم نبوت تھا لیکن اصل مقاصد اور تھے۔** میری عمر اس وقت 16 سال تھی۔ وہی عمر جو 28 مئی کو پکڑے جانے والے دہشت گرد کی ہے۔ میں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گرفتار ہوا۔ جھنگ سے لائلپور اور لائلپور سے لاہور کیمپ جیل میں رکھا گیا اور تین ماہ کی نظر بندی مکمل ہونے پر رہائی ملی۔تب تک تحریک کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ ہوش سنبھالا تو پتہ چلا کہ **یہ تحریک درحقیقت کشمکش اقتدار کا حصہ تھی** اور پنجاب کی سیاسی قیادت نے مرکزی حکومت کو ہٹانے کے لئے اس نعرے کا استعمال کیا۔تاہم بعض جید علمائے کرام بھی اس تحریک میں شامل تھے اور ان کی تقریروں میں یقین دہانی کرائی جاتی تھی کہ بطور پاکستانی احمدیوں کو تمام بنیادی حقوق حاصل رہیں گے۔صرف انہیں اقلیت قرار دیا جائے۔ بھٹو صاحب کے دور میں یہ تحریک ایک بار پھر سیاسی مقاصد کے لئے چلائی گئی۔اس وقت تک مذہب کو سیاست کے لئے استعمال کرنے والے گروہ زیادہ طاقتور ہو چکے تھے۔بھٹو صاحب ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور آئین میں ترمیم کر کے احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔اسلام کے نام پر سیاست کرنے والے تمام لیڈر دنیا کے سامنے یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اسلام میں اقلیتوں کو خصوصی تحفظات حاصل ہیں لیکن عملاً یہاں کیا ہو رہا ہے؟ اس کے مظاہرے اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔زیادہ دن نہیں گزرے کہ گوجرہ کے ایک نواحی گاؤں میں عیسائیوں کا پورا محلّہ نذر آتش کر دیا گیا۔جس میں بے گناہ مارے گئے اور ان کے گھر اور ساز و سامان جل کر راکھ ہوئے۔حال میں لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس خواجہ محمد شریف نے اس پولیس افسر کی لاہور میں تعیناتی کو اس بنا پر منسوخ کیا کہ وہ گوجرہ میں پاکستانی شہریوں کو تحفظ اور انصاف دینے میں ناکام رہے۔ان کے بارے میں ہے کہ وہ فیلڈ میں تعیناتی کے اہل نہیں۔کل 28 مئی کو لاہور میں جو کچھ ہوا، وہ گوجرہ کے واقعات سے بھی زیادہ المناک اور وحشیانہ ہے۔ ایک پُرامن اقلیت کی عبادت گاہوں میں گھس کر عبادت کرنے والوں کو بے رحمی سے نشانہ بنایا گیا۔ زخمی گھنٹوں کراہتے اور مدد مانگتے رہے۔ دہشت گردوں نے ان تک طبی امداد بھی نہ پہنچنے دی اور درجنوں ایسے لوگ جو بروقت طبی امداد پر بچ سکتے تھے، خون بہہ جانے کی وجہ سے دم توڑ گئے۔قابل توجہ بات یہ ہے کہ لاہور میں دہشت گردی کے متعدد واقعات کے بعد اعلانات سامنے آئے تھے کہ اب دہشت گردوں سے بچاؤ کے خصوصی انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔

ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا ہے کہ اسی شہر میں سری لنکا کی ٹیم پر دہشت گردوں نے حملہ کیا۔شور مچایا گیا تھا کہ انتظامیہ بھی ناکام ہوگئی۔اس حملے میں صرف دو تین ہلاکتیں ہوئی تھیں۔ یہ خبریں بھی نمایاں طور سے شائع کی گئیں کہ ایجنسیاں دہشت گردوں کے اس حملے کی خبر بہت پہلے دے چکی تھیں۔ یہ خبر آج بھی شائع ہوئی ہے، جس میں بتایا گیا کہ باقاعدہ ہدف کی نشاندہی کرتے ہوئے ایجنسیوں نے بتا دیا تھا کہ احمدیوں کے خلاف دہشت گردی ہونے کا امکان ہے۔ چند روز پہلے سے انٹرنیٹ پر گستاخانہ خاکوں کے خلاف زبردست احتجاجی مہم چل رہی تھی۔ **جب ناموس رسالت ﷺ پر مسلمانوں کے جذبات بے قابو ہونے کے امکانات ہوں، تو پاکستان کی ہر انتظامیہ سمجھ لیتی ہے کہ ان بھڑکے ہوئے جذبات کا رخ احمدیوں کی طرف آسانی سے موڑا جا سکتا ہے۔انہی دنوں ختم نبوت کے موضوع پر کئی اجلاس بھی ہوئے۔ایسے اجلاسوں میں تقاریر کرنے والے بھی جذبات بھڑکاتے ہیں۔** ایسی فضا میں احمدیوں کے اجتماعات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ حیرت کی بات ہے کہ شہر میں جن دو مقامات پر بڑے اجتماع ہوتے ہیں، وہاں خصوصی حفاظتی انتظامات تو دور کی بات ہے پولیس کی اتنی تعداد بھی موقع پر موجود نہیں تھی، جتنی کہ جمعۃ المبارک کے دن عام مساجد پر مامور ہوتی ہے۔شہر میں جگہ جگہ ناکے لگا کر ٹریفک بلاک کیا جاتا ہے، جو عام شہریوں کے لئے تکلیف اور مصیبت کا باعث بنتا ہے۔ بچے، بوڑھے اور بیمار منجمد ٹریفک کی تکلیف کا شکار ہوتے ہیں۔مگر اصلی دہشت گرد خدا جانے کس طرح؟ ان سارے ناکوں اور نگرانیوں سے بچ کر اپنے ٹارگٹ پر جا کر واردات کر دیتے ہیں۔

بیرونی دہشت گردوں نے ہمارے ملک میں ٹھکانے بنا کر پہلے ہی پاکستان کو بدنام کر رکھا ہے۔دنیا میں جہاں کہیں دہشت گردی ہوتی ہے، اسے پاکستان کے نام لگانا فیشن بن چکا ہے۔ بدقسمتی سے القاعدہ نہ صرف پاک افغان سرحد کے دونوں طرف موجود ہے بلکہ وہ پاکستان کے اندر دہشت گرد گروہوں کے ساتھ رابطے بھی قائم کر چکی ہے۔ یہ دہشت گرد گروہ مدرسوں کے بچوں کو بہکا کر القاعدہ کے مراکز میں لے جاتے ہیں، جہاں انہیں دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ان کیمپوں کے ساتھ ساتھ جرائم پیشہ لوگوں نے بھی اپنا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ وہ بھی اسلام کے نام پر بچوں کو بہکا کر خودکش حملہ آور بناتے ہیں اور پھر یہ کم سن خودکش بمبار باقاعدہ فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کاروبار کی خبریں کچھ دنوں سے محفلوں میں سنائی دینا شروع ہوئی ہیں۔ پاکستان میں ہلاکت خیزی جس تیزی سے پھیل رہی ہے، اسے دیکھ کر خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ معاملہ بہت جلد قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ہاتھ سے نکل جائے۔ کسی حد تک ایسا ہو بھی چکا ہے۔کراچی میں تو ایسا ہو رہا ہے کہ ادھر کسی نے سوئچ دبایا اور ٹارگٹ کلنگ شروع ہوگئی اور سوئچ آف کیا تو ختم ہوگئی۔ پولیس اور امن و امان برقرار رکھنے والے دوسرے تمام ادارے، مکمل طور سے بے بس نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ پولیس چیف بھی اپنی بے بسی کے اعتراف پر مجبور ہیں۔ بلوچستان میں پنجاب سے تعلق رکھنے والے استادوں، ڈاکٹروں اور دیگر اہل علم کو چن چن کر ہلاک کیا جا رہا ہے۔ پاک فوج کے افسروں اور جوانوں ہی کو نہیں، بچوں کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔اب تو گنتی کرنا بھی دشوار ہے کہ کونسے گروہ کا ہدف کون ہے؟ اور ہمارے ماہرین، بیوروکریٹس اور خصوصاً ایجنسیوں سے تعلق رکھنے والے حاضر یا سابق افسران، حسب عادت ایک ہی رٹ لگائے رکھتے ہیں کہ ان بھیانک جرائم کا ارتکاب کرنے والے را کے ایجنٹ ہیں۔ موساد کے ایجنٹ ہیں اور زیادہ احتیاط کریں تو کہتے ہیں کہ اس دہشت گردی میں بیرونی ہاتھ ہے۔ یہ الزامات ہم نصف صدی سے سن رہے ہیں۔را اور موساد کے یہ ایجنٹ اگر پاکستان میں متحرک ہیں، تو اب تک کتنے پکڑے گئے ہیں؟ اگر پکڑے گئے، تو وہ کہاں ہیں؟ میجر عامر نے موساد کا ایک ایجنٹ پکڑا تھا تو انہوں نے بتا دیا تھا کہ فلاں نام کا شخص موساد کے لئے کام کر رہا تھا، جسے ہم نے گرفتار کر لیا۔ جو ایجنٹ ملک کے اندر سرگرم ہوں، ان میں سے کچھ تو بہر حال پکڑے جا سکتے ہیں۔جس یقین اور تواتر کے ساتھ ان ایجنٹوں کا حوالہ دیا جاتا ہے، اگر واقعی اتنی بڑی تعداد میں یہاں موجود ہیں تو اب تک صرف ایک کیوں پکڑا جا سکا؟ اور اگر زیادہ پکڑے گئے ہیں تو عوام سے چھپائے کیوں جا رہے ہیں؟ ہمیں بھی تو پتہ چلے کہ ہماری ایجنسیاں کیا کارنامے انجام دے رہی ہیں؟ ہمیں تو صرف یہی پتہ ہے کہ منتخب حکومتوں کو توڑنے اور سیاسی جماعتوں کے اندر گروہ بندی کرنے میں ان کا ریکارڈ بہت اچھا ہے۔جن لوگوں نے لاہور میں خون کی ہولی کھیلی، انہوں نے مشکلات میں گھرے ہوئے پاکستان کے لئے ایک اور مشکل کھڑی کر دی ہے۔ میں **نہیں جانتا عالمی برادری اس سانحے پر کیا رد عمل ظاہر کرتی ہے؟ لیکن چند ہفتوں میں کوئی نہ کوئی ایسا قدم ضرور اٹھایا جائے گا، جو ہمارے لئے تکلیف دہ ثابت ہو۔**

(روزنامہ جنگ لاہور 30 مئی 2010ء ص 9)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب رخصتانہ

مکرم فہیم الدین ارشد صاحب ناظم انصاراللہ ضلع اسلام آباد تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی سب سے بڑی بیٹی مکرمہ سلمانہ سحر صاحبہ کی تقریب رخصتی خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 14 مارچ 2010ء کو لاہور میں منعقد ہوئی۔ عزیزہ کے نکاح کا اعلان گذشتہ سال عزیزم ملک وقاص ناصر ابن مکرم ملک خلیل احمد ناصر صاحب سے پندرہ ہزار یورو حق مہر پر کیا گیا تھا۔ تقریب رخصتانہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی صدارت میں شروع ہوئی۔ ان کی درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ دلہا اور دلہن مکرم چوہدری علم دین صاحب مرحوم نمبردار آف چنیوٹ کے نواسہ اور پوتی ہیں۔ اسی طرح دلہن محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب مرحوم سابق ناظر امور عامہ کی نواسی ہیں۔ نیز دونوں بچے حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رفیق حضرت اقدس مسیح موعود اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کی نسل سے ہیں۔ دلہا آجکل سویڈن میں Bioinformative میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہا ہے۔ دونوں بچے گذشتہ ماہ بخیر وعافیت سویڈن پہنچ چکے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم مظفر احمد صاحب دارالنصر شرقی محمود ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 3/اپریل 2010ء کو خاکسار کے بیٹے مکرم بلال احمد صاحب اسسٹنٹ مینیجر ریاض احمد اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس اسلام آباد کی شادی کی تقریب منعقد ہوئی۔ بارات ربوہ سے گاؤں کوٹلی نتھو ملہی نزد بدوملہی ضلع نارووال گئی جہاں پر مکرم حافظ جمال احمد یوسف صاحب معلم وقف جدید نے اڑھائی لاکھ روپے حق مہر پر مکرمہ طلعت جبین صاحبہ بنت مکرم چوہدری منور احمد صاحب باجوہ کے ساتھ نکاح کا اعلان کیا۔ اگلے روز مریم گرلز ہائی سکول دارالنصر وسطی کے وسیع احاطہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقعہ پر مکرم نصیب احمد صاحب صدر محلہ دارالنصر شرقی محمود ربوہ نے دعا کروائی۔ دلہا مکرم چوہدری عبدالرحیم خان صاحب کاٹھ گڑھی مرحوم سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کا پوتا اور مکرم محمد شریف صاحب سابق کارکن نظارت امور عامہ حال جرمنی کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دین و دنیا کیلئے باعث برکت بنائے اور نیک و صالح اولاد سے نوازے۔ آمین

طلباء، والدین وسیکرٹریان تعلیم متوجہ ہوں

انٹرمیڈیٹ اور بیچلرز کے بعد طلباء وطالبات مختلف پیشہ ور ادارہ جات میں داخلہ کی کوشش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر احمدی طالب علم/ طالبہ کو اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے۔ آمین

پروفیشنل اداروں میں داخلہ کیلئے مندرجہ ذیل کاغذات کی ضرورت پڑے گی جس کیلئے قبل از وقت تیاری مکمل کر لی جائے تو بہت بہتر ہوگا بصورت دیگر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کچھ کاغذات ابھی تیار کئے جاسکتے ہیں جن کی تیاری ابھی کر لی جائے اور کچھ کاغذات کی ضرورت انٹرمیڈیٹ اور بیچلرز کے رزلٹ کے بعد ہوگی۔ ان کاغذات کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ میٹرک کے رزلٹ کارڈ/ سند کی کم از کم 10 عدد فوٹو کاپی مع Attested

2۔ انٹرمیڈیٹ پارٹ ون کے رزلٹ کارڈ کی کم از کم 10 عدد فوٹو کاپی مع Attested

3۔ پاسپورٹ سائز تصاویر 12 عدد (ان میں سے کچھ تصاویر پر پشت سے تصدیق کروالیں)

4۔ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ ابھی سے بنوا لیا جائے کیونکہ اس کی ضرورت خاص طور پر حکومتی ادارہ جات میں پڑتی ہے اور کم از کم 10 عدد کا پیاں کروا کر Attested کروالی جائیں۔

5۔ ''ب'' فارم کی بھی فوٹو کاپیاں کروا کر Attested کروالی جائیں۔

تمام طلباء، والدین اور سیکرٹریان تعلیم سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا اموری کی تیاری ابھی سے کر لی جائے تا کہ بعد میں کوئی مشکل نہ ہو۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ ان طلبہ کیلئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے نیک مقاصد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت کیلئے نیک وجود بنائے۔ آمین

(نظارت تعلیم)

نماز جنازہ حاضر

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/جون 2010ء کو قبل از نماز ظہر بیت الفضل لندن میں مکرمہ امۃ الرحمن عثمان صاحبہ اہلیہ مکرم نعیم عثمان صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ مورخہ 31 مئی کو 61 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ مرحومہ نہایت نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم اسحق عثمان صاحب کی بہو تھیں جنہیں قرآن کریم کا گجراتی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالرشید احمد صاحب ونگ کمانڈر (ر) دارالصدر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ممانی سردار بیگم صاحبہ زوجہ مکرم مولوی ظفر الاسلام صاحب مرحوم انسپکٹر مال مورخہ 3 جون 2010ء کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ 1/9 حصہ آمد کی موصیہ تھیں۔ اسی دن بعد نماز مغرب محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب نے بیت مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی اور پھر بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ قادیان میں بھی اور تقسیم ہند کے بعد مرحومہ ہمارے ساتھ ہی رہائش پذیر رہیں۔ انہوں نے خاکسار اور بعد میں میری اولاد کو بھی اپنی اولاد سمجھا اور ہم سب نے بھی حسب استطاعت ان کی خدمت کی۔ خدا تعالیٰ یہ قبول فرمائے۔ مرحومہ نے 1965ء میں اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیوگی کا لمبا عرصہ نہایت صبر اور استقامت سے گزارا۔ مرحومہ نماز اور تہجد باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ اور ہر وقت ان کی زبان پر درود شریف اور مسنون دعائیں جاری رہتی تھیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا رہے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم نعیم احمد صاحب اٹھوال نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع سیالکوٹ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

عطیہ خون کا عالمی دن

دنیا میں ہر سال 14 جون کو عطیہ خون کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس کا مقصد صحت مند افراد کا تندرست خون محفوظ کر کے مستحق مریضوں میں اس کی منتقلی ہوتا ہے

ایڈز، ہیپاٹائٹس اور دوسرے متعدی امراض سے متاثرہ افراد کے خون کی فراہمی صحت کے بجائے مہلک امراض کا سامان کرتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی کوشش ہے کہ اس سلسلے میں انسانی شعور صحت کو فروغ دیا جائے تا کہ خون فروخت کرنے والے پیشہ ور افراد کے خون کی خریداری کا سلسلہ رک جائے، کیونکہ ان کے خون مختلف امراض کے جراثیم سے آلودہ ہوتے ہیں۔ ادارے کی کوشش ہے کہ صحت مند لوگ بلا قیمت صاف اور محفوظ خون عطیہ کریں۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ رضا کارانہ خون دینے والوں کے خون صاف اور محفوظ ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں بہت کم ملکوں نے پیش رفت کی ہے چین کے بعد ملائشیا اور ہندوستان میں بھی محفوظ خون کے رضا کارانہ عطیات کی مہم تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ دنیا کے 124 ممالک میں سے 56 ملکوں میں رضا کارانہ طور پر خون دینے والوں کا سلسلہ آگے بڑھا ہے۔ سال 2005ء میں چین میں ایسے خون دینے والوں کی شرح 94.5 فیصد نوٹ کی گئی جب کہ 1998ء میں یہ شرح صرف 22 فیصد تھی۔ پاکستان میں بھی رضا کارانہ عطیات خون کی مہم کو تیز کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت ربوہ میں بلڈ بینک قائم کیا گیا ہے۔ جس میں سینکڑوں خدام اور انصار خون کا عطیہ پیش کرتے ہیں اور انسانیت کی بلاتمیز رنگ ونسل خدمت کرتے ہیں۔

پتہ درکار ہے

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ زوجہ عبدالعزیز صاحب ساکن 11/39 دارالعلوم شرقی نور ربوہ وصیت نمبر 22679 کا گزشتہ 3 سال سے دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ لہٰذا براہ کرم اگر موصیہ خود یا ان کے کوئی عزیز رشتہ دار اعلان پڑھیں تو دفتر سے رابطہ کریں یا معین ایڈریس سے دفتر وصیت کو مطلع کریں۔

مکرمہ رفعت افزاء صاحبہ بنت علی احمد ورک صاحب وصیت نمبر 24173 ساکن دارالفتوح غربی ساہیوال روڈ ربوہ کا گزشتہ 4 سال سے دفتر سے کوئی رابطہ نہ ہے۔ براہ کرم وہ خود یا ان کے کوئی عزیز رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو دفتر وصیت سے رابطہ کریں یا معین ایڈریس سے مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

☆......☆......☆

نماز جنازہ

مکرم محمد ارشد صاحب قریشی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ رشیدہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب درویش مرحوم ایک لمبی علالت کے بعد جرمنی میں وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں میت ربوہ لائی جارہی ہے۔ مورخہ 14 جون 2010ء کو بیت مبارک میں بعد نماز عصر نماز جنازہ متوقع ہے۔ احباب جماعت سے مرحومہ کیلئے مغفرت اور بلندی درجات کیلئے عاجزانہ درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت تحریر کرتے ہیں۔

میرے چھوٹے بھائی مکرم ملک پرویز احمد صاحب لاہور اور میرے پھوپھی زاد بھائی مکرم شہزاد حامد صاحب راولپنڈی دونوں ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں اور اس وقت دونوں کی حالت انتہائی قابل فکر ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 14 جون	
طلوع فجر	3:32
طلوع آفتاب	5:00
زوال آفتاب	12:09
غروب آفتاب	7:17

مردوں اور عورتوں کے تمام پوشیدہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ شفا خدا دیتا ہے۔
ناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جدید پریس ربوہ
0300-7713148

داخلہ کمپیوٹر کورسز
چھٹیوں میں فارغ تمام سٹوڈنٹس کیلئے بیسک کمپیوٹر کورس، ایڈوانس کمپیوٹر کورسز میں 25% ڈسکاؤنٹ پر داخلہ جاری ہے
بجلی کا متبادل انتظام موجود ہے
سٹی اکیڈمی آف پروفیشنل سٹڈیز
دارالعلوم جنوبی نزد گول چوک ربوہ
PH:047-6211607,0345-7561638

ضرورت گھریلو ڈرائیور
عمر 45 تا 50 سال۔ معقول تنخواہ رہائش وکھانا فری
رابطہ کیلئے سعادت احمد گھسن سیالکوٹ
0345-8410040

ہیپاٹائٹس کی مفید اور مجرب دوا
سفوف راحت کیپسول
جس کے لگاتار استعمال کے ساتھ اللہ کے فضل سے شفاء ہوجاتی ہے۔
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

مغل بینکویٹ ہال
ایک نام ایک معیار مناسب دام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ ہال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وسکنی زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر:6212764
گھر:6211379 موبائل 0300-7715840

خوشخبری
PIA پر 30 جون سے پہلے سفر کرنے والے مسافر حضرات کیلئے حیرت انگیز رعایت
لندن، برمنگھم، مانچسٹر اور گلاسگو کے مسافر حضرات اس خصوصی رعایت سے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔
نیز قطر ائیر لائن پر بھی خصوصی ڈسکاؤنٹ حاصل کریں
SABINA TRAVEL CONSULTANT
YADGAR ROAD,RABWAH
047-6211211-6213716/0334-6389399
HEAD OFFICE Blue Area,Islamabad
051-2829706,2829702/0333-5117695

اعلان داخلہ
سپوکن انگلش اور IELTS کلاسز میں داخلہ شروع ہے
بچوں کیلئے سپوکن انگلش کی سپیشل کلاسز کا آغاز 12 جون سے ہوگا۔ رجسٹریشن اور مزید معلومات کیلئے ٹوئنکل سٹار اکیڈمی (دارالنصر کیمپس (سٹار اکیڈمی کالج روڈ ربوہ)
فون نمبرز: 6211800,6213786
0333-5298174

FD-10